ہمارے راہنما

محمد علی جوہر

www.KitaboSunnat.com

پنجاب بک ڈپو۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد علی جوہر

مؤلفہ

حسن اعرافی

پنجاب بکڈپو۔ لاہور

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ

بار دوم

ناشر:- چودھری افتخار علی
مقام اشاعت:- پنجاب بکڈپو
مطبع:- دلیسٹ پنجاب پریس لاہور
قیمت:- 65 آنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک آدمی مرجاتے ہیں۔ مگران کے
کارنامے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

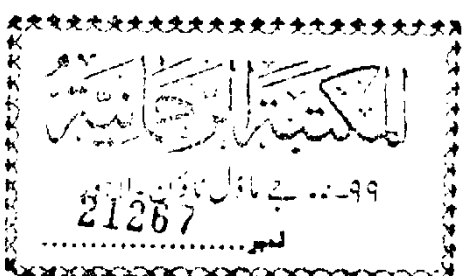

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچپن

محمد علی کے والد کا نام عبد العلی خاں تھا۔ وہ بجنور (یو۔ پی) کے مشہور رئیس تھے۔ اور ریاست رام پور کے حکمران نواب یوسف علی خاں کے ایک منصب دار تھے۔ محمد علی ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا بچپن رام پور ہی میں گزرا۔ باپ کا سایہ ان کے سر سے بچپن ہی میں اُٹھ گیا۔ اس لئے محمد علی اور ان کے دو بڑے بھائیوں شوکت علی اور ذوالفقار علی خاں کی تعلیم اور تربیت کا سارا بوجھ ان کی والدہ "بی اماں" کو اٹھانا پڑا۔ "بی اماں" بڑی حوصلہ مند خاتون تھیں اور اُن کے دل میں اسلام کی خدمت کا بے پناہ جذبہ موجود تھا۔ انہوں نے اپنے تینوں بیٹوں کو پہلے کلام مجید اور اُردو، فارسی کی ابتدائی تعلیم دلائی۔ اس کے بعد انہیں بریلی کے ہائی سکول میں داخل کر دیا۔ محمد علی شروع میں زیادہ محنتی نہ تھے۔ اور درسی کتابوں کی طرف کم ہی توجہ دیتے تھے۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت کھیل کُود میں صرف کر دیتے تھے۔ لیکن ذہین بلا کے تھے۔ ان کی قابلیت اور حاضر جوابی کا سکہ بہت جلد تمام سکول پر بیٹھ گیا۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات، محمد علی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رہنمائی کی قابلیت بچپن ہی سے موجود تھی۔ اور وہ اپنے ہم مکتبوں کے مانے ہوئے لیڈر تھے۔

علی گڑھ کالج میں

انگریزوں نے سیاسی طاقت مسلمانوں کے ہاتھ سے چھینی تھی۔ اس لئے مسلمانوں کو انگریزوں کی ہر چیز سے فطرتاً نفرت تھی۔ وہ مغربی تعلیم اور تہذیب کو بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ لیکن ہندوستان کے دوسرے لوگ، خصوصاً ہندو انگریزی تعلیم حاصل کر کے سرکاری ملازمتوں اور اعلیٰ عہدوں پر قابض ہونے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر سرسید مرحوم نے علی گڑھ کالج کھولا تھا۔ جن دنوں علی برادران یعنی شوکت علی اور محمد علی اس کالج میں داخل ہوئے ہیں۔ اسے قائم ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا۔ سرسید مرحوم کی کوششوں سے چند مسلم گھرانوں میں انگریزی تعلیم کا چرچا ہو چلا تھا۔ اور کھاتے پیتے مسلمان گھروں کے لڑکے علی گڑھ کالج میں جانے لگے تھے جو مسلم نوجوان بی۔ اے کر لیتا تھا۔ اسے ڈپٹی کلکٹری یا اس قسم کا کوئی عہدہ ضرور مل جاتا تھا۔ اس لئے علی گڑھ کالج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بے فکری کی زندگی تھی۔ اور وہاں کے طالب علم تحریر اور تقریر کے علاوہ کھیلوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

یہ حالت تھی کہ علی برادران علی گڑھ کالج میں داخل ہوئے دونوں بھائی اپنی خداداد قابلیت سے بہت جلد کالج پر چھا گئے۔ دونوں بھائیوں کو کرکٹ کھیلنے کا بہت شوق تھا لیکن اس میدان میں شوکت علی سبقت لے گئے۔ محمد علی ادبی سرگرمیوں میں آگے نکل گئے۔ انہوں نے کالج یونین کی اسٹیج پر اپنی فصاحت اور بلاغت کے خوب جوہر دکھائے۔

علی گڑھ میں محمد علی کی شاعری بھی خوب چمکی۔ انہیں بچپن ہی سے شعر کہنے کا شوق تھا اور جوہر تخلص کرتے تھے وہ لکھتے ہیں۔ کہ "میں رام پور میں اس زمانے میں پیدا ہوا تھا۔ جب گھر گھر مشاعرہ ہوتا تھا۔ خود میرے خاندان میں بھی شعر گوئی کا شوق ہوا۔ تین چار عزیز استاد داغ کے شاگرد ہوئے (استاد داغ ہندوستان کے مشہور غزل گو شاعر تھے۔ ان دنوں وہ رام پور میں تھے) ذوالفقار (محمد علی کے بڑے بھائی جو گوہر تخلص کرتے تھے) روزانہ داغ کے گھر جاتے تھے۔ جو ہمارے مکان سے دور نہ تھا۔ وہ مجھے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ لے جاتے تھے۔ داغ نے پہلے دن پوچھا کہ کہو کچھ شعر بھی یاد ہیں۔ میری عمر بہت ہی کم تھی۔ مگر بھائی نے کچھ شعر یاد کرا دئے تھے جنہیں میں بڑی شان سے کڑک کر پڑھا کرتا تھا۔ میں نے داغ ہی کے چند شعر انہیں سنا دئے۔ سن کر پھڑک گئے۔ اس کے بعد ہمیشہ اصرار رہا کہ اس بچے کو ضرور لایا کرو۔ میں نے دس برس ہی کی عمر میں بہت سے بامعنی اور موزوں شعر کہے تھے۔ گیارہ برس کی عمر میں علی گڑھ گیا۔ میرے ایک بڑے بھائی نے میری موزوں گوئی کا ذکر مولانا شبلی مرحوم سے کیا (مولانا شبلی اردو زبان کے مشہور محقق اور مورخ گذرے ہیں۔ وہ شاعر بھی تھے۔ اور ان دنوں علی گڑھ میں تھے) چنانچہ امتحان کی غرض سے بلا لئے گئے۔ ایک مصرع طرح اسی وقت دیا اور کہا کہ شعر لکھو۔ ایک چیز اسی وقت تیار ہو گئی۔ میں سکول ہی میں تھا کہ میں نے بھی ایک انعامی نظم لکھی۔ مولانا شبلی منصف ٹھہرے۔ انعام تو ایک کہنہ مشق بزرگ کو ملا۔ مگر ہماری شعر گوئی کا بھی خاص چرچا ہوا"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آکسفورڈ میں

محمد علی ۱۸۹۶ء میں بی۔ اے کے امتحان میں بیٹھے۔ چونکہ ان کا زیادہ تر وقت کھیل کود میں گزرتا تھا۔ اس لئے ان کے اکثر ساتھی یہ سمجھتے تھے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اچھے نمبروں پر پاس ہو جائیں گے۔ لیکن نتیجہ نکلا تو سب لوگ حیران رہ گئے۔ کیونکہ علی گڑھ کا یہ کھلنڈرا نوجوان صوبے میں اول رہا تھا۔

علی گڑھ میں تعلیم ختم کرنے کے بعد محمد علی کو ولایت بھیجا گیا۔ تاکہ وہ آئی۔ سی۔ ایس یعنی انڈین سول سروسز کا امتحان پاس کریں۔ اور ہندوستان واپس آکر کوئی اعلیٰ عہدہ حاصل کرلیں۔ وہ آکسفورڈ گئے۔ اور وہاں لنکن کالج میں داخل ہوگئے لیکن ان کی طبیعت کو سرکاری نوکری سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ وہ اپنے من پسند مضمون دلچسپی سے پڑھتے رہے لیکن دوسرے مضمونوں کی طرف توجہ نہ دی۔ اس کے علاوہ انگلستان میں آزادی کی لہر بہر نہ دیکھی تو وہ ہندوستان کی غلامی پر کڑھنے لگے۔ اپنے وطن اور قوم کے لئے فکرمند رہنے لگے۔ نتیجہ ظاہر ہے۔ امتحان میں فیل ہو گئے۔ ان کے فیل ہونے کی خبر سن کر ان کے بھائی شوکت علی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بہت صدمہ ہوا۔ لیکن "بی اماں" بالکل پریشان نہ ہوئیں۔ محمد علی کو واپس بلا لیا گیا۔ وہ ہندوستان آئے تو "بی اماں" نے ان کا حوصلہ بڑھایا۔ اسی سال ان کی شادی کر دی گئی۔ اور انہیں دوبارہ ولایت بھیج دیا گیا۔ تاکہ انگریزی ادب میں بی۔ اے کر لیں۔ چنانچہ اُنہوں نے بڑی آسانی سے بی۔ اے (آنرز) کی ڈگری حاصل کر لی۔ اور ہندوستان واپس آ گئے۔

مُلازمت

محمد علی ولایت سے واپس آئے تو ریاست رام پُور کے نواب نے انہیں رام پُور ہائی سکول کا پرنسپل اور ریاست کے محکمہ تعلیم کا افسر مقرر کر دیا۔ لیکن ریاست میں ہر جگہ سازش تھی۔ جس کی وجہ سے وہ بیزار رہنے لگے۔ آخر تنگ آ کر اُنہوں نے نوکری سے استعفیٰ دے دیا۔

ریاست بڑودہ کے ولی عہد کنور فتح سنگھ محمد علی کے دوست تھے۔ انہوں نے محمد علی کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور محکمہ افیون کے ایک اعلیٰ افسر کا عہدہ دے دیا۔ انہوں نے چار سال تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت ایمان داری اور محنت سے کام کیا۔ ان کی شان دار خدمات کے عوض انہیں پانچویں سال نوساری کا کمشنر بنا دیا گیا۔ اُنہوں نے ضلع نوساری میں بہت سی اصلاحیں کیں۔ ریاست کے غریب باشندوں پر بہت زیادہ ظلم ہوتا تھا۔ محمد علی سے یہ دیکھا نہ گیا۔ اُنہوں نے اس ظلم کی روک تھام کی اور چند ہی سال میں اپنے علاقے کے لوگوں میں ہر دل عزیز ہو گئے ۔

محمد علی نے ملازمت کے دوران میں ادبی اور تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ اور اسلامی فلسفے اور ادب پر عبور حاصل کیا۔ انہوں نے جتنا زیادہ مذہب کا مطالعہ کیا۔ اتنا ہی اس پر غور بھی کیا۔ وہ ہر مسئلے کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھنے اور حل کرنے لگے۔ اور اسلام کی سچائی اور بڑائی کے بے حد قائل ہو گئے۔ مسلمانوں کا غم ان کی رگ رگ میں سما گیا۔ اور وہ عمر بھر اسلام اور مسلمانوں کی آزادی اور وقار کے لئے لڑتے رہے ۔

بڑودہ میں ملازمت کرنے سے پہلے محمد علی نے انگریزی زبان میں ایک مزاحیہ پرچہ بھی نکالا تھا۔ اس پرچے کا نام "گپ" تھا۔ لیکن ہندوستان کے بڑے بڑے لکھے۔ لوگوں میں طنز اور مزاح کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذاق کا فقدان تھا۔ اس لئے اس پرچے کے صرف دو شمارے نکل سکے۔ ریاست بڑودہ میں ملازمت کرنے کے بعد بھی محمد علی نے مضمون لکھنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کے اکثر مضمون انگریزی کے مشہور اخبار "ٹائمز آف انڈیا" میں نکلتے رہتے تھے جنہیں بہت زیادہ پسند کیا جاتا تھا۔

محمد علی اپنی قوم کی بے چارگی پر بہت بے چین رہتے تھے۔ ریاست بڑودہ کے مسلمانوں پر ظلم اور تشدد ہوتے دیکھا تو ان سے ضبط نہ ہو سکا۔ چنانچہ انہوں نے ریاست کے مسلمانوں کی حمایت میں چند مضمون لکھے اور ان کے جائز حقوق کا مطالبہ کیا۔ ریاست کی کونسل نے ان سے جواب طلب کیا کہ ریاست کے ملازم ہوتے ہوئے تم نے قابلِ اعتراض مضمون کیوں لکھے؟ محمد علی نے کونسل کو منہ توڑ جواب دیا۔ کونسل سے اور تو کچھ بن نہ پڑا۔ اس نے ایک خفیہ چٹھی کے ذریعے ریاست کے ملازموں کو اخباروں میں سیاسی مضمون لکھنے کی ممانعت کر دی۔ اس پر ان کا دل ملازمت سے اور بھی کھٹا ہو گیا۔ وہ اپنے خیال اور قلم پر کسی قسم کی پابندی گوارا نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے پہلے وہ رخصت پر چلے گئے۔ اور بعد میں استعفیٰ دیدیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کامریڈ" کی ادارت

نوکری چھوڑ کر محمد علی کلکتہ گئے۔ اور وہاں سے ایک انگریزی ہفت روزہ "کامریڈ" جاری کیا۔ یہ پرچہ سال بھر میں تمام ملک میں مقبول ہو گیا۔ ہندوستان کے وائسرائے' لارڈ ہارڈنگ تک اس کے خریدار بن گئے۔ محمد علی بالکل انگریزوں کی طرح انگریزی لکھتے تھے۔ سادہ الفاظ میں بات کہنے میں انہیں مہارت حاصل تھی۔ قدرت نے مزاح کا جوہر بھی عطا کیا تھا۔ وہ ہر مضمون کو اس قدر دلچسپ بنا دیتے تھے۔ کہ ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے بغیر چھوڑا نہ جاتا تھا۔

محمد علی نے "کامریڈ" کے ذریعے مسلمانوں میں بیداری پیدا کی۔ اور انہیں اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے ابھارا۔ حکومت یہ کب چاہتی تھی کہ محکوموں میں سیاسی بیداری پیدا ہو۔ ایک عرصے تک تو "کامریڈ" بڑی شان سے نکلتا رہا۔ اور ملک کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک پہنچتا رہا۔ آخر کار حکومت نے اخباروں پر پابندی لگانے والے قانون کا سہارا لیا۔ اور "کامریڈ" کو بند کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد علی اب سیاست کے میدان میں کُود پڑے۔ اگست ۱۹۱۲ء میں مسلم یونیورسٹی۔ علی گڑھ کا آئین بنانے کے لئے ایک کمیٹی مقرر ہوئی۔ اس کمیٹی کا اجلاس لکھنؤ میں ہوُا، جس میں "کامریڈ" کے مشہور ایڈیٹر، یعنی محمد علی بھی شریک ہوئے۔ غالباً یہ پہلا موقع تھا کہ وہ کسی قومی تقریب میں شامل ہوئے تھے۔ پھر بھی وہ بارات کے دولھا لگتے تھے۔ اس کے بعد ان کی قومی اور سیاسی مصروفیتیں بڑھتی گئیں۔ اس کے باوجود انہوں نے "کامریڈ" کو دوبارہ جاری کیا اور اس کی ادارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ انہیں جلسوں، جلوسوں اور تقریروں کے سلسلے میں بسا اوقات باہر جانا پڑتا تھا۔ دن کے وقت فرصت نہ ملتی تو رات بھر جاگ کر "کامریڈ" کے لئے مضمون لکھ بھیجتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۲۴ء میں بلگام (واقعہ صوبہ بمبئی) میں کانگرس کے اجلاس میں شریک ہوئے تو کئی کالموں کا ایک پورا مقالہ افتتاحیہ تار سے بھیجا۔ خوش قسمتی سے انہیں نائب بھی راجہ غلام حسین جیسا مل گیا تھا۔ اس کی قابلیت کے وہ خود قائل تھے۔ یہ اسی نوجوان کا کام تھا کہ محمد علی کی غیر موجودگی میں "کامریڈ" اسی شان سے نکلتا رہتا تھا جس شان سے وہ خود نکالتے تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کسی کو پتہ نہ چلتا تھا کہ محمد علی کا قلم ہے یا راجہ غلام حسین کا۔ راجہ غلام حسین کی اچانک وفات پر محمد علی کو سخت صدمہ پہنچا۔ اور انہوں نے اس کی یاد میں ایک درد بھرا مرثیہ لکھا۔

قوم کی رہنمائی کا پہلا امتحان

دسمبر ۱۹۱۲ء کی آخری تاریخوں میں مسلم یونیورسٹی کی بنیاد رکھنے والی کمیٹی اور کانفرنس کا جلسہ لکھنؤ میں ہوا۔ مسلم یونیورسٹی کا قیام ایک اہم قومی مسئلہ تھا۔ مسلم اخباروں نے عام مسلمانوں میں قومی جوش پیدا کر دیا تھا۔ اور مسلمان مطالبہ کرنے لگے تھے۔ کہ یونیورسٹی قوم کی ملکیت ہونی چاہیئے۔ اس وقت تک قومی رہنماؤں اور عوام میں کوئی خاص رابطہ نہ تھا۔ جمہوریت کا دور ابھی شروع نہ ہوا تھا۔ عوام کو اپنے رہنماؤں کے دیکھنے کا موقعہ قسمت ہی سے ہاتھ آتا تھا۔ قرار دادیں پیش کرنے اور ان کی تائید کرنے کا کام لیڈروں کے لئے ہی مخصوص تھا۔ عوام کا کام صرف تقریریں سننا اور بولنے والوں کی فصاحت کی داد دینا تھا۔ لیکن مسلم یونیورسٹی کا قیام ایک ایسا مسئلہ تھا۔ جسے مسلم عوام خود طے کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ علی گڑھ کے بزرگوں کی رائے تھی کہ یونیورسٹی جن شرطوں پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ملے، لے لینی چاہیئے۔ لیکن محمد علی اور اس کے ساتھیوں کا مطالبہ تھا کہ یونیورسٹی ملے تو قومی شرطوں پر ورنہ انکار کر دیا جائے۔ علی گڑھ کے بزرگوں کے لئے تو زبان کھولنا دشوار تھا۔ وہ کچھ کہنے کے لئے کھڑے ہوتے تو حاضرین طرح طرح کے آوازے کسنا شروع کر دیتے۔

آخر کار محمد علی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ سارا مجمع انتظار کی تصویر بن گیا۔ محمد علی کی تحریر کا لوہا تو سارا ہندوستان مانے ہوئے تھا۔ لیکن ابھی تک ان کی تقریر کی کوئی شہرت نہ تھی۔ ایڈیٹر کی حیثیت سے تو ان کا سکہ سارے ملک میں رواں تھا لیکن لیڈر کی حیثیت سے انہیں بہت کم لوگ جانتے تھے۔ محمد علی کی عمر کی طرح ان کی صحت بھی جوان تھی۔ آواز اتنی بلند تھی کہ بڑی سے بڑی عمارت کے ہر گوشے میں آسانی سے پہنچ جاتی تھی۔ اس موقعہ پر آپ نے اپنے خیالات کو بالکل سادہ لفظوں میں اور اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ قوم کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے کہا کہ "مجھ پر اور میرے رفیقوں پر بھروسہ کیجئے۔ ہم لوگوں کا وفد جو شرطیں مناسب سمجھے گا۔ طے کریگا"۔ تقریر جس قدر کامیاب رہی اس کی توقع شاید خود مقرر کو بھی نہ تھی۔ محمد علی کی تجویز تالیوں اور نعروں کی گونج کے درمیان منظور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ۔

محمد علی لیڈری کے پہلے امتحان میں کامیاب نکلے ۔ اس دن سے آپ کا شمار ہندوستان کے چوٹی کے لیڈروں میں ہونے لگا ۔

مسلم لیگ کی رہنمائی

مسلم لیگ ۱۹۰۶ء میں ڈھاکہ میں قائم ہوئی ۔ اس کا نصب العین ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی حقوق کا تحفظ تھا ۔ پہلے پہل یہ جماعت اعتدال پسندوں کے ہاتھ میں تھی چنانچہ سال میں ایک آدھ جلسہ بلا لیا جاتا اور چند قرار دادیں منظور کر دی جاتیں ۔ ان قرار دادوں میں عام طور سے یہ شکایت ہوتی کہ مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا ۔ یا حکومت سے درخواست کی جاتی کہ مسلمانوں کے لئے ہندوستان کے مختلف صوبوں کی اسمبلیوں اور مرکزی اسمبلی میں نشستیں مخصوص کی جائیں اور سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کا حصہ مقرر کیا جائے ۔

محمد علی فطرتاً مجاہد تھے ۔ اس لئے وہ اعتدال پسندی کی پالیسی کو پسند نہ کرتے تھے ۔ وہ مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور اسے انقلابی پالیسی پر چلانے کی کوشش کرنے لگے ۔ آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم لیگ کے آئین کو نئے سرے سے ترتیب دیا اور اس کے قواعد و ضوابط میں ترمیم کی۔ اور آخر کار اعلان کرا دیا۔ کہ مسلم لیگ بھی ہندوستان کی آزادی کے لئے دوسری سیاسی جماعتوں سے مل جل کر جدوجہد کریگی ؛

بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح پہلے پہل مسلم لیگ کے ممبر نہ تھے۔ آپ محمد علی کی کوششوں سے مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور مسلمانوں کے حقوق کے لئے لڑنے لگے حتیٰ کہ آپ نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے پاکستان حاصل کیا؛

طبّی وفد

یونان کا صوبہ مقدونیہ سلطنتِ عثمانیہ یعنی ترکی کے ماتحت تھا۔ اس لئے یونانیوں اور ترکوں میں ایک عرصے سے جھگڑا چلا آتا تھا۔ یورپ کی عیسائی سلطنتوں کی شہ پر یونان نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ترکی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ رفتہ رفتہ جزیرہ نمائے بلقان کی دوسری ریاستیں مثلاً بلغاریہ، سرویا، رومانیہ وغیرہ بھی اس لڑائی میں شریک ہوگئیں۔ یہ لڑائی جنگِ بلقان کے نام سے مشہور ہے۔ ظاہر ہے ہندوستان کے مسلمانوں کی ہمدردیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترکوں کے ساتھ تھیں۔ ڈاکٹر انصاری کی تجویز پر ترک مجاہدوں کی مدد کے لئے ایک طبی وفد بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن سب سے بڑی دقت روپے کی فراہمی کی تھی۔ یہ بیڑا محمد علی نے اٹھایا۔

اس عرصے میں ترکوں کی امداد کے لئے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں انجمنیں قائم ہوگئیں، جنہیں "ہلال احمر" کہتے تھے۔ محمد علی نے دہلی کی انجمن کے سامنے طبی وفد کی تجویز رکھی۔ انجمن نے پندرہ ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن بعد میں شاید حکومت کے دباؤ سے انکار کر دیا۔

اور کوئی ہوتا تو ان حالات میں حوصلہ ہار دیتا۔ لیکن محمد علی کو اپنی قابلیت پر بھروسہ تھا۔ آپ نے اُسی رات ایک جوشیلا مضمون لکھا اور مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے پکارا۔ یہ مضمون "کامریڈ" میں چھاپ دیا گیا۔ مضمون کو چھپے دو ہی دن ہوئے تھے۔ کہ ہر طرف سے روپے کی بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ہندوؤں نے بھی جی کھول کر روپیہ دیا۔ چند دنوں میں ضرورت سے زیادہ روپیہ جمع ہوگیا۔ طبی وفد بڑی شان سے ترکی گیا۔ اور ترک مجاہدوں

اس واقعہ سے محمد علی کے قلم کی قوت کا اندازہ ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کامریڈ" اور "ہمدرد"

جنگِ بلقان کے دوران میں ترک مالی مشکلات میں بُری طرح پھنس گئے۔ محمد علی نے ہندوستان کا دورہ کیا اور مسلمانوں کو اپنے ترک بھائیوں کی امداد پر اُبھارا۔ اور مسلمانوں نے دل کھول کر چندہ دیا۔ آپ نے اپنے اخبار "کامریڈ" کو بھی ترکوں کی حمایت کے لئے وقف کر دیا۔ ترکوں نے مقدونیہ والوں کو یورپ کی بڑی طاقتوں کی چالوں سے متنبہ کیا۔ اور ان کے نام ایک درد بھری اپیل شائع کی۔ چونکہ انگلستان بھی چاہتا تھا کہ ترکی کمزور ہو اور سلطنتِ عثمانیہ کے علاقوں پر قبضہ کرنے کا موقع ملے۔ اس لئے اسے ترکوں کی ادنیٰ سی امداد بھی ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ لیکن محمد علی نے جرأت سے کام لے کر اس اپیل کو "کامریڈ" میں چھاپ دیا۔ اپیل کا شائع ہونا تھا کہ ہندوستان کی حکومت نے "کامریڈ" کے وہ تمام پرچے ضبط کر لئے جن میں یہ اپیل چھپی تھی اور "کامریڈ" سے دو ہزار روپے کی ضمانت مانگ لی۔

اس کے باوجود "کامریڈ" نے اپنی پالیسی نہیں بدلی اس کا دم خم وہی رہا۔ اور وہ انگریزوں کی ہر خفیہ چال کو فاش کرتا رہا۔ چنانچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۱۴ء میں ایک جہاز ران کمپنی نے جس کا نام ٹرنر ماریسن کمپنی تھا حجاز کی جہاز رانی کے اجارے کے لئے ہندوستان کی حکومت سے دوبارہ درخواست کی اور محمد علی کو اس کا علم ہوا۔ تو انہوں نے فوراً "کامریڈ" کا ایک ضمیمہ نکالا۔ انہوں نے اس درخواست کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس لئے ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ہارڈنگ کو یہ درخواست نامنظور کرنا پڑی ؂

پہلی جنگِ عظیم ۱۹۱۴ء میں شروع ہوئی۔ اس کا ظاہری سبب آسٹریا کے ولی عہد (آرچ ڈیوک) اور اس کی زوجہ کا قتل ہے۔ لیکن اصل وجہ یورپ کی بڑی سرمایہ دار طاقتوں کی تجارتی رقابت تھی۔ ایک طرف آسٹریا اور جرمنی اور دوسری طرف روس اور فرانس صف آرا ہونے لگے۔ بلجیم نے غیر جانب داری کا اعلان کیا تھا۔ لیکن جرمنی نے غیر جانب داری کو توڑ دیا۔ چونکہ برطانیہ اور بلجیم میں باہمی امداد کا معاہدہ طے ہو چکا تھا۔ اس لئے برطانیہ نے جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ ترک جانتے تھے کہ برطانیہ کی آنکھ اسلامی ملکوں پر بھی ہے۔ اس لئے انہوں نے جرمنی کا ساتھ دیا۔

ان حالات میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ترکوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حمایت کا دم بھرنا آسان نہ تھا۔ لندن کے مشہور اخبار "ٹائمز" نے ترکوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ برطانیہ کا ساتھ دیں۔ یہ مضمون مولانا محمد علی کی نظر سے گذرا تو آپ نے فوراً اس کا جواب لکھا اور "کامریڈ" میں چھاپ دیا۔ اس مضمون کا عنوان تھا :- "ترکوں کا فیصلہ" یہ مضمون "کامریڈ" کے بائیس کالموں پر پھیلا ہوا تھا۔ مولانا محمد علی کی بیگم صاحبہ ان دنوں سخت بیمار تھیں۔ لیکن اس پریشانی کے باوجود آپ نے مسلسل چالیس گھنٹے بیٹھ کر یہ مضمون تیار کیا تھا۔ آپ نے اسلامی ملکوں میں انگریزوں کی تمام سازشوں کا پردہ چاک کر دیا۔ اب مولانا محمد علی حکومت کی نظر میں انگریزوں کے کھلے دشمن تھے۔ اس لئے وہ کب گوارا کر سکتی تھی کہ آپ زیادہ عرصہ چین سے بیٹھیں۔ چند دن کے بعد اخبار کی ضمانت طلب کر لی گئی۔

مولانا نے عدالت میں اپیل کی اور ہائی کورٹ میں خود بحث اور جرح کی۔ آپ کی قانون دانی پر بڑے بڑے بیرسٹر حیران رہ گئے۔ لیکن نتیجہ وہی ہوا جو ہونا تھا۔ ضمانت کی ضبطی کا حکم بحال رہا۔ اور کامریڈ بند ہو گیا۔

۱۹۱۲ء میں ہندوستان کا پایہ تخت کلکتہ کی بجائے دہلی مقرر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ محمد علی نے بھی اپنا اخبار دہلی سے نکالنا شروع کر دیا۔ یہاں حکیم اجمل خاں صاحب نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ ایک اُردو روزنامہ بھی نکالیں۔ چنانچہ محمد علی نے ۱۹۱۳ء سے ایک اُردو روزنامہ بھی نکالنا شروع کر دیا۔ جس کا نام "ہمدرد" تھا۔ "ہمدرد" کے ادارے کے لئے ہندوستان کے مشہور ادیب اور لکھنے والے چُنے گئے۔ "ہمدرد" میں سب مضمون شاندار ہوتے تھے۔ خبریں بڑی عمدگی سے ترتیب دی جاتی تھیں۔ سب لوگ ایک خاندان کے افراد کی طرح کام کرتے تھے۔ اگلے دن کے اخبار کیلئے آپس میں روز مشورہ کیا جاتا تھا اور محمد علی سب ایڈیٹروں کی رائے سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خلوص اور محنت سے کام کرتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں "ہمدرد" کے آگے دوسرے اُردو اخبار ماند پڑ گئے۔ لیکن محمد علی نظر بند ہوئے تو اخبار بھی بند ہو گئے۔ رہا ہو کر آئے تو دوبارہ اخبار جاری کئے۔ لیکن اب وہ شان باقی نہ تھی۔ کیونکہ مالی مشکلیں بہت بڑھ گئی تھیں۔ اور محمد علی اب سیاست کے میدان میں بھی اُتر چکے تھے۔ کانگرس۔ لیگ۔ خلافت غرضکہ ہر سیاسی جماعت نے ان کا دامن تھام لیا تھا۔ ان حالات میں وہ اخباروں کی طرف توجہ دے ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے تھے ۔

نظر بندی

پہلی جنگ عظیم کا زمانہ تھا ۔ ہندوستان کی حکومت اب مولانا محمد علی کو اپنا کھلا دشمن تصور کرتی تھی ۔ اور موقع کی تلاش میں تھی ۔ کہ آپ پر پابندی لگائے ۔

"کامریڈ" بند ہو جانے کے بعد مولانا کی صحت بہت زیادہ گر گئی حکیم اجمل خاں اور ڈاکٹر انصاری نے آپ کو مشورہ دیا کہ کچھ عرصہ مکمل آرام کریں ۔ آرام کرنے کی نیت سے آپ رام پور چلے گئے لیکن وہاں پہنچتے ہی حکم ملا ۔ کہ نواب صاحب کی اجازت کے بغیر ریاست سے باہر نہ جائیں لیکن ایک ہی دن کی پابندی کے بعد رہائی مل گئی ۔

اس اثنا میں مولانا شوکت علی بھی رام پور آ گئے ۔ دونوں بھائی اجمیر شریف کے سالانہ عرس میں شریک ہونے کے ارادے سے دہلی آئے ۔ یہاں آئے ہوئے انہیں دو ہی دن گزرے تھے کہ ضلع کے مجسٹریٹ نے دونوں بھائیوں کو نظر بندی کا حکم دے دیا ۔ دونوں بھائی سرکاری حکم کے مطابق بہروڑی جا کر رہنے لگے ۔ ابتدا میں دوستوں اور عزیزوں کو ان سے ملنے کی اجازت تھی لیکن بہت جلد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ رعایت بھی چھین لی گئی۔ اب وہ احباب سے بالکل کٹ گئے دہلی ان کی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ لیکن اب یہ شہر ان کے لئے پردیس ہو گیا۔ پابندیوں اور سختیوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ چند دن کے بعد انہیں لینس ڈاؤن (یو۔پی) بھیج دیا گیا۔ پہلے انہیں مضمون وغیرہ لکھنے کی اجازت تھی۔ اب ممانعت کر دی گئی۔ اس طرح ان کے قلم کی آزادی بھی چھن گئی۔

یو۔پی کے گورنر سر جیمز مسٹن مولانا ظفر علی کے پرانے دوست تھے۔ آپ نے انہیں خط لکھا کہ مجھے اتنا تو بتا دیا جائے کہ میرا جرم کیا ہے۔ جواب ملا کہ گورنر صاحب اس مسئلے پر گفتگو نہیں کر سکتے۔

۱۹۱۶ء میں دہلی کی سالانہ رپورٹ شائع ہوئی تو حکومت نے اس میں علی برادران کے بارے میں فرمایا:۔

"محمد علی شوکت علی کو نظر بند کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ حکومت کے خلاف ان کی سخت کاروائیاں مسلمانوں پر برا اثر ڈال رہی تھیں۔"

قائدِ اعظم محمد علی جناح نے مرکزی اسمبلی میں حکومت سے سوال کیا کہ علی برادران کی نظر بندی کا کیا سبب ہے تو جواب ملا:۔

"چونکہ ان دونوں بھائیوں نے کھلم کھلا گورنمنٹ کے خلاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک میں حصہ لیا۔ اس لئے ان کو نظر بند کرنا ضروری سمجھا گیا۔ وہ آئندہ ایسی حرکتوں سے باز رہنے کا وعدہ کریں تو گورنمنٹ ان کی رہائی کے مسئلے پر غور کر سکتی ہے۔"

لیکن ایسا وعدہ کرنا معافی مانگنے کے برابر تھا۔ اس لئے مولانا شوکت علی اور محمد علی نظر بند رہے۔

دراصل نظر بندی کا سبب کچھ اور تھا۔ حکومتِ ہند اس وقت تک یہ سمجھتی تھی کہ کم سے کم ہندوستانی مسلمان تو ہمیشہ کیلئے سرکار کے وفادار رہیں گے۔ لیکن علی برادران نے مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کی اور ان میں خود داری اور حب الوطنی کا جذبہ بیدار کیا۔ چونکہ پہلی جنگِ عظیم میں برطانیہ ترکوں کے خلاف تھا۔ اسلئے ہندوستان کے مسلمان انگریزوں سے اور بھی زیادہ بددل ہو گئے اس پر مولانا محمد علی کے مضمون "ترکوں کا فیصلہ" نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ حکومت نے خیال کیا کہ یہ دونوں بھائی فساد کی جڑ ہیں۔ چونکہ ان سے کوئی خاص جرم سرزد نہ ہوا تھا۔ اس لئے خاص اختیارات سے کام لیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم لیگ کی صدارت

۱۹۱۵ء میں شوکت علی اور محمد علی کو لینس ڈاؤن سے چھندواڑے بھیج دیا گیا۔ چھندواڑہ وسط ہند میں ایک چھوٹا سا مقام ہے وہ دونوں بھائی تین سال وہاں نظر بند رہے۔ انہی دنوں ہندوستان کے مسلمانوں نے محمد علی کو اپنی واحد سیاسی جماعت مسلم لیگ کا صدر چنا۔ انہیں جلسے میں بلایا گیا لیکن حکومت نے اجازت نہ دی۔ البتہ ان کی والدہ "بی اماں" نے جلسے میں شرکت کی۔

اسی سال ہندوستان کے مشہور قوم پرست بال گنگادھر نے ایک قرارداد تیار کی۔ اس میں علی برادران کی رہائی کا مطالبہ تھا۔ یہ قرارداد انہوں نے کانگرس کے سالانہ اجلاس میں منظور کرائی۔ لیکن حکومت نے شوکت علی اور محمد علی کو رہا نہ کیا۔

اسی عرصے میں وزیر ہند مسٹر مانٹیگو انگلستان سے ہندوستان آئے۔ انہوں نے ہندوستان میں سیاسی اصلاحات کیلئے تحقیقات کی۔ وہ مختلف سیاسی لیڈروں سے ملے۔ اور محمد علی سے بھی ملنا چاہتے تھے۔ خود محمد علی چاہتے تھے کہ وہ مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے مسٹر مانٹیگو سے ملیں اور انہیں مسلمانوں کی رائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتائیں۔ لیکن ہندوستان کی حکومت نے یہ ملاقات بھی نہ ہونے دی۔

رہائی کی شرط

۱۹۱۷ء میں حکومتِ ہند نے خفیہ پولیس کے سپرنٹنڈنٹ مسٹر عبدالحمید کو چھندواڑے بھیجا۔ اس نے مولانا شوکت علی اور محمد علی کے سامنے ایک عہدنامہ پیش کیا اور کہا کہ آپ اس پر دستخط کر دیں تو آپ کو آزاد کر دیا جائے گا۔ شرط یہ تھی کہ وہ جنگ کے دوران میں کوئی ایسی حرکت نہیں کریں گے جس سے سرکار کے دشمنوں کو اخلاقی، علمی یا مالی مدد ملے اور نہ کوئی ایسی بات کرینگے جس سے ملک کے امن میں خلل واقع ہو۔ علی برادران نے اس معاہدے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور مشروط آزادی کو ٹھکرا دیا۔ کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ وہ چھوٹیں گے تو قرآن، حدیث اور ایمان کو ساتھ لے کر چھوٹیں گے۔

ستمبر ۱۹۱۸ء میں حکومت نے علی برادران کی نظربندی پر غور کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا۔ کمیشن کے ممبر دونوں بھائیوں سے ملے اور ان کے بیان لئے انہوں نے نظربندی کو جائز قرار دیا۔ لیکن سفارش کی کہ اب سزا کافی مل چکی ہے۔ اسلئے علی برادران

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو رد کر دینا چاہیے۔ حکومت نے اس سفارش کو بھی ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔

دونوں بھائیوں کی کوششوں سے چھندواڑے میں ایک مسجد تعمیر کی گئی تھی۔ جہاں وہ نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن جمعہ کی نماز کے بعد مولانا محمد علی نے ایک جوشیلی تقریر کر ڈالی۔ حکومت نے اس تقریر کو قابلِ اعتراض جانا اور انہیں جیل بھیج دیا گیا۔ اس طرح ان کی رہی سہی آزادی بھی چھین لی گئی۔

رہائی

جنگ کے دوران میں حکومت نے خاص قانون بنائے تھے جن کے ذریعے ہر قسم کی تحریک کو ختم کیا جا سکتا تھا۔ حکومت چاہتی تھی کہ یہ قانون کسی نہ کسی صورت میں قائم رہیں۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں رولٹ ایکٹ پاس ہوا جس کی رو سے جلسے جلوس وغیرہ پر پابندی لگائی جا سکتی تھی۔ مہاتما گاندھی نے اس قانون کے خلاف تحریک چلائی۔ سارے ملک میں ہڑتالیں اور مظاہرے ہونے لگے اور بے چینی بہت بڑھ گئی۔ انہی دنوں امرتسر میں قتلِ عام ہوا۔ جلیانوالہ باغ میں جلسہ ہوا۔ جنرل ڈائر نے نہتے لوگوں پر سولہ سو راؤنڈ چلوائے بیشمار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ مارے گئے اور ان گنت زخمی ہوئے۔ خون پانی کی طرح بہہ نکلا۔ اس واقعہ کی خبر کافی عرصے تک پوشیدہ رکھی گئی۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر ہندوستان میں پھیلی تو لوگوں میں بہت زیادہ جوش پیدا ہو گیا چند شہروں میں بدامنی کے واقعات بھی ہوئے۔ انگریز ڈرنے لگا کہ یہ تحریک مسلح صورت اختیار نہ کر جائے۔ اس نے جوش کو ٹھنڈا کرنے کیلئے ایک چال چلی اور سب قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس طرح دسمبر ۱۹۱۹ء میں شوکت علی اور محمد علی جیل سے رہا ہو گئے۔

امرتسر کانگرس

شوکت علی اور محمد علی تقریباً پانچ سال کے بعد رہا ہوئے تھے اس وقت امرتسر میں کانگرس کا سالانہ جلسہ ہو رہا تھا۔ جلیانوالہ باغ کے خونی واقعہ کا زخم ابھی ہرا تھا۔ مسلمانوں کے مقدس مقامات یعنی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس کی تباہی اور بربادی کا داغ تازہ تھا۔ پہلی جنگِ عظیم ختم ہو چکی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی ترکی کی وسیع سلطنت بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی تھی۔ تمام عالم اسلام پر انگریزوں اور فرانسیسیوں کا اقتدار قائم ہو گیا تھا۔ مسلمانوں کے لئے سخت بےچینی اور مصیبت کا زمانہ تھا۔ امرتسر میں صرف کانگرس کا جلسہ نہیں تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم لیگ اور خلافت کانفرنس کے جلسے بھی وہیں ہو رہے تھے۔ دونوں بھائیوں نے جیل سے چھوٹ کر امرتسر کا رُخ کیا۔ اس وقت تک ہندوستان کے مسلمان کانگرس سے الگ تھے یہ دونوں بھائی پہلی مرتبہ کانگرس کے جلسے میں شریک ہوئے تو مسلمان قوم کو بھی ساتھ لے کر آئے۔ ان کا وہ استقبال ہوا کہ ہمیشہ یادگار رہے گا۔ راستے میں لاکھوں ہندوؤں اور مسلمانوں کا ہجوم پہلے سے موجود ہوتا تھا۔ ان کی گاڑی امرتسر کے سٹیشن پر پہنچی تو ایک عظیم الشان مجمع نے قومی نعروں سے ان کا استقبال کیا۔ جلوس مرتب ہو کر کانگرس کے پنڈال کی طرف بڑھا۔ دونوں بھائی پنڈال میں داخل ہوئے تو تمام حاضرین جوش میں کھڑے ہو گئے اور پندرہ منٹ تک مسلسل تالیاں گونجتی رہیں۔ مولانا محمد علی نے وہاں نہایت جوشیلی تقریر کی اور کہا:۔

"آج میں اپنی آنکھوں سے وہ نظارہ دیکھ رہا ہوں۔ جس کا مشاہدہ میں نے اپنی عمر میں کبھی نہیں کیا تھا۔ مگر اس نظارے کیلئے ہم کس شخص کے احسان مند ہیں؟ کس کی بدولت اتنا بڑا مجمع ہمارے سامنے ہے؟ کیا یہ اس بڑے سورما کا طفیل نہیں ہے۔ جس نے جلیانوالہ باغ میں رحم کھا کر نہیں بلکہ اس لئے ہنٹنے اور امن پسند ہندوؤں اور مسلمانوں پر گولیاں چلانا بند کر دی تھیں۔ کہ اس کے پاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گولی بارود کا ذخیرہ ختم ہوگیا تھا۔ جب وہ رام باغ سے چلا تھا۔ تو اس نے راستے ہی میں فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ گولی چلائیگا اور خوب چلائیگا جلیانوالہ باغ میں جو لوگ جمع تھے۔ اس نے ان پر گولیاں نہیں چلائیں بلکہ اس نے ہمارے دلوں پر گولیاں چلائیں۔ اس نے ایک نئی آگ بھڑکا دی ہے۔ جس میں سے ایک نئی قوم پیدا ہو رہی ہے۔

"آپ اس وقت اور اس جگہ تجویزیں منظور کر رہے ہیں۔ لیکن یہ تجویزیں اس وقت تک بیکار ہیں جب تک ہم کسی کام کے کرنے کا پکا ارادہ نہ کرلیں۔ اگر آپ کاغذ پر کچھ لکھ دیں تو اس کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم گورنمنٹ نہیں ہیں کہ جس قیمت کے چاہیں نوٹ جاری کر دیں۔ جو تجویز اس وقت آپ کے سامنے ہے اگر اُسے محدود کر کے دیکھا جائے تو اس کے معنی صرف یہ نکلیں گے کہ آپ صرف دو آدمیوں (والسرائے اور جنرل ڈائر) کو خطا کار ٹھہراتے ہیں۔ لیکن دنیا بھر کے ظالموں میں سے صرف دو کو ملامت کرنا بیکار ہے۔ تاوقتیکہ آپ اپنے دل میں یہ بات نہ ٹھان لیں کہ آپ آئندہ ہرگز ظلم برداشت نہیں کریں گے۔

اگر حالات کا تقاضا ہو تو ہمیں پھر جیل جانے دیجئے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ ہندوستان کے گلے میں غلامی کا طوق ڈالیں اور اسکی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلامی کو برداشت کرلیں۔ معمولی سے معمولی آدمی کی آزادی کو کوئی ڈائرڈ وہ انگریز جرنیل جس نے جلیانوالہ باغ میں گولی چلائی تھی) یا کوئی اور شخص نہیں چھین سکتا خواہ وہ کتنے ہی بڑے درجے والا ہو۔

"ملک معظم کے مقرر کیے ہوئے حاکموں میں سے کوئی حاکم ہندوستان کے کسی آزاد مرد یا آزاد عورت کے حقوق غصب کرسکتا ہے تو صرف جبر اور زیادتی سے جیسا کہ پنجاب میں ہوا۔ جہاں پولیس نے عورتوں تک کو گھسیٹ گھسیٹ کر گھروں سے باہر نکالا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ اس بات کی اجازت نہ دیں کہ ہندوستان کے حقوق کو بچوں کا کھیل بنالیا جائے۔ جو حاکم مضحکہ خیز طریقے پر حکومت کرتے ہیں۔ ان کا مقابلہ کرتے ہوئے یہ پروا ہرگز نہیں کرنی چاہیئے کہ ہمارے بال بچوں پر کیا گذرے گی؟ ہمارے دوستوں کا کیا انجام ہوگا؟ اور ہمارے ملک کا کیا حال ہوگا؟

"آپ سے میری ذاتی اپیل ہے۔ کہ آپ اچھی طرح محسوس کریں کہ ہم یہاں اس لئے جمع نہیں ہوئے کہ دو زانو جھک کر یہ درخواست کریں کہ ہم کو جیل خانوں سے آزاد کرادو۔ ہم کو پھانسی کے تختہ سے بچالو۔ میں اپنے لئے اپیل نہیں کرتا۔ مجھے چند آدمیوں کی رہائی کی فکر نہیں ہے۔ ہم چند آدمیوں کو آزاد کرا کے سارے ملک کو غلام بنانا نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہتے۔ اگر ضرورت ہو تو ہمیں دوبارہ جیل بھیج دیا جائے۔ میرے رفیقوں کو پھانسی دے دی جائے لیکن ہندوستان کو آزاد ہونے دیجئے تاکہ کوئی شخص کسی ہندوستانی مرد اور عورت کے بارے میں یہ نہ کہہ سکے کہ تو پیدائشی غلام ہے"۔

غیور قائد

ملک اور ملت کے یہ دونوں باوقار رہنما پانچ سال کی نظربندی اور قید سے رہا ہو کر امرتسر گئے تھے نظربند ہونے سے پہلے انکی سرگرمیوں کا مرکز دہلی تھا۔ امرتسر میں سیاسی مصروفیتیں ختم ہوئیں تو دونوں سیدھے دہلی پہنچے۔ دہلی مغل بادشاہوں کی راجدھانی رہ چکا ہے۔ اور انگریزوں کی حکومت کا مرکز بھی۔ اس شہر نے بادشاہوں اور شہنشاہوں کے بڑے بڑے تاریخی جلوس دیکھے ہیں لیکن علی برادران کا جو عظیم الشان استقبال کیا گیا۔ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس جلوس کے متعلق بڑے بڑے بزرگوں کا بیان تھا کہ ایسا جلوس ان کی نظر سے کبھی نہیں گزرا۔ گھنٹہ گھر پر آزادی کا جہاز بنایا گیا تھا جس پر یہ دونوں بھائی ناخداؤں کی طرح بیٹھے تھے۔ یہیں دہلی والوں نے خیر مقدم کا سپاس نامہ پیش کیا تھا۔ اور یہیں سے آپ نے دہلی والوں کا شکریہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادا کیا تھا اور ایک جوشیلی تقریر کی تھی۔

چونکہ مولانا محمد علی پانچ سال تک نظر بند اور قید رہے تھے اور کئی بار اخباروں کی ضمانتیں ضبط ہوئی تھیں۔ اس لئے ان کی مالی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ اس لئے دہلی میں چند قدر دان اور ہندو مسلم رہنماؤں نے ایک کمیٹی بنائی۔ تاکہ ایک معقول رقم اکٹھی کر کے ان کی خدمت میں پیش کی جائے۔ لیکن مولانا محمد علی نے اس رقم کو اپنے ذاتی خرچ کے لئے لینے سے انکار کر دیا۔ اور سارا روپیہ ملک اور قوم کے کاموں میں خرچ کرنے کے لئے دے دیا۔

خلافت کا وفد

امرتسر خلافت کانفرنس میں یہ طے پایا تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کے چند نمائندے دوسرے ملکوں مثلاً امریکہ، انگلستان، ایران، یورپ ترکی وغیرہ جائیں۔ اور برطانوی حکومت کی مسلمانوں سے وعدہ خلافی کے خلاف غصے کا اظہار کریں۔

جنگ کے دوران میں مسٹر لائڈ جارج برطانیہ کے بڑے وزیر تھے۔ انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ برطانیہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا پورا احترام کرے گا۔ اور مسلمانوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدس شہروں پر خلیفۃ المسلمین ہی کا قبضہ رہیگا ؛

مسلمان فریب کھا گئے۔ اور انہوں نے لڑائی میں انگریزوں کا ساتھ دیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں سے لڑنے کیلئے بھی تیار ہو گئے۔ لیکن جنگ ختم ہوئی تو انگریز نے تمام وعدے اٹھا کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دئے۔ ہندوستان کے مسلمان برطانیہ کی چالاکی پر منہ تکتے رہ گئے ؛

وعدے کے باوجود انگریزوں نے مسلمانوں کے مقدس شہروں پر قبضہ کر لیا۔ فلسطین کو یونان کے حوالے کر دیا۔ ترکی حکومت، سلطنتِ عثمانیہ کے حصے بخرے کر دیئے گئے۔ فرانس اور برطانیہ نے سلطنتِ عثمانیہ کا تمام مشرقی علاقہ دبا لیا۔ اور خلیفہ کو طاقت اور اقتدار سے محروم کر دیا گیا ؛

خلافت کے وفد کی تجویز مولانا محمد علی نے سوچی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ ہمارا مطالبہ اس قدر جائز ہے کہ معقول طریقے سے پیش کیا گیا تو حکومتِ برطانیہ ضرور منظور کر لے گی۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ دوسرے ملکوں کو بھی مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کریں۔ اور دنیا کی رائے عامہ کو اپنے حق میں کر لیں ؛

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وائسرائے سے ملاقات

ولایت جانے سے پہلے مناسب سمجھا گیا کہ خلافت کا وفد ہندوستان کے وائسرائے لارڈ چیمسفورڈ سے ملے۔ اس وفد کے لیڈر مولانا محمد علی تھے اور اس میں مہاتما گاندھی اور قائداعظم محمد علی جناح بھی شامل تھے۔ وائسرائے کے سامنے انہیں جو کچھ کہنا تھا۔ سب سے پہلے انہوں نے مسلمانوں کے عام مجمع میں بیان کر دیا۔ ۱۴ جنوری ۱۹۲۰ء کو آپ نے مسلمانوں سے خطاب کیا اور کہا :-

"حضرات! مجھے ارشاد ہوا ہے کہ کل جو وفد جانے والا ہے۔ اس کے بارے میں کچھ عرض کروں۔ اور یہ بتاؤں کہ آئندہ ہمارا ارادہ کیا ہے مجھے خوشی ہے کہ اب قوم اپنی ذمہ داری اور فرض کو محسوس کرنے لگی ہے۔ اہلِ قوم اپنے کارکنوں کو پیچھے سے دھکیلنے لگے ہیں۔ اب وہ بیدار ہو چکے ہیں۔ خلافت کے معاملے میں مسلمانوں کا خیال ایک ہے اور ایک ہی آواز ہے۔ وہ سیاسی معاملات کو ایک ضمنی معاملہ سمجھتے ہیں۔ اور خلافت کے مسئلے کو اصل تصور کرتے ہیں ؛

"اللہ تعالےٰ نے آدم کو زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ ہمارے رسولِ خدا کے آخری خلیفہ تھے۔ عبادت سے مقصود خدا کی غلامی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل عبادت یہ ہے۔ کہ جو کچھ کرو خدا کے لئے کرو۔ اسلام دنیا کو یہی سمجھانے آیا تھا۔ یہ فرض خلافت کی صورت میں پہلے رسولؐ کا تھا۔ اور اب خلیفہ وقت کا ہے۔ اگر تم نے خلافت کو اپنے ہاتھ سے کھو دیا تو اپنی پیدائش کی غرض کو فوت کر دیا۔ تمہارا فرض ہے کہ خدا کے احکام اور رسول کی سنّت لوگوں تک پہنچاؤ۔ مگر اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ غیر مسلم اور غیر اللہ کے سامنے گڑگڑا کر کہنا پڑتا ہے کہ ہم کو ہمارا خلیفہ دے دو ؎

"اگر ہم نے پہلے کوئی سیاسی غلطی ہے تو اب نہ کریں۔ ہمیں جو کچھ کرنا چاہیئے اپنے بل بوتے پر کرنا چاہیئے۔ ہمیں حاکموں سے سخت الفاظ میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اگر دوسرے لوگ ہمیں خوشامدی کہیں تو ہمیں اس کی پروا نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ مناسب الفاظ میں حکومت تک یہ بات پہنچا دیں۔ کہ مسلمان کسی ایسے فیصلے کو قبول نہ کریں گے جو قرآن کے احکام کے خلاف ہو۔ اہم مسئلہ خلافت کا تحفظ ہے۔ یہ مسئلہ پوپ کی حکومت کا مسئلہ نہیں جو چند میل تک محدود ہے۔ خلافت کوئی حکومت نہیں ہے۔ بلکہ یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ آج بھی مسلمان اس کو اسی طرح تسلیم کرتے ہیں۔ جس طرح تیرہ سو سال پہلے تسلیم کرتے تھے۔ ان کیلئے حکم ہے کہ تم میں کوئی اختلاف ہو تو وہی کرو جو خدا کا حکم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عرصہ ہوا ہم نے وائسرائے کے نام ایک خط لکھا تھا۔ اور اسے شرعی احکام سے آگاہ کر دیا تھا۔ ہم نے انہیں بتا دیا تھا۔ کہ ہم شرع کے پابند ہیں۔ اب ہم دوبارہ عرض کریں گے کہ آپ کے ماتحت ہیں۔ ہم آپ کے سامنے اپنا مطالبہ لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ کوئی طریقہ نکالئے کہ خلافت کے ساتھ فیصلہ ہو جائے۔ مسلمان آپ کے اس فیصلے پر راضی نہیں ہو سکتے جو قرآن کے خلاف ہو۔ اس صورت میں امن قائم نہیں رہ سکے گا۔ خدا ظالموں کے خلاف ہے۔ خدا ہماری حکومت کو بھی توفیق دے کہ وہ ظلم سے باز آجائے کیونکہ ہمارے لئے یہی مناسب ہے کہ ہم اس کی دعا کریں۔"

اگلے دن یہ وفد وائسرائے سے ملا اور اس کے سامنے مسلمانوں کے مطالبات پیش کئے۔ انہوں نے وہ وعدے یاد دلائے جو جنگ کے دوران میں ہندوستان کے مسلمانوں سے کئے گئے تھے۔ اور اس بات پر زور دیا کہ وعدے وفا نہ کرنے کی صورت میں برطانیہ کا اخلاقی رعب اٹھ جائے گا۔ چنانچہ وائسرائے نے وعدہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے مطالبے حکومتِ برطانیہ تک پہنچا دیں گے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت کا وفد انگلستان میں

خلافت کا وفد غالباً ۱۹۲۰ء کے شروع میں ولایت روانہ ہوا جنگ ختم ہو چکی تھی۔ اور یورپ کی فتحیاب قومیں خون غریبے کے بعد آپس میں لوٹ کا مال بانٹ رہی تھیں۔ امن کی کانفرنس ہو رہی تھی۔ وفد چاہتا تھا کہ اس کانفرنس کے ختم ہونے سے پہلے انگلستان پہنچ جائے وفد کے صدر مولانا محمد علی تھے۔ اس زمانے میں انہیں ایک ہی لگن تھی۔ کہ کسی طرح ترکی اور اسلامی ملکوں کو تباہ ہونے سے بچالیں۔

یہ وفد جس دن ویلس پہنچا۔ انگریزی اخباروں میں خبر چھپی۔ کہ "امن کانفرنس" دو تین دن میں ترکی کا خاتمہ کرنے والی ہے محمد علی نے فوراً برقی پیغام تیار کئے اور تمام اتحادی طاقتوں کے نمائندوں، تمام اخباروں اور خصوصاً انگلستان کے وزیر اعظم لائڈ جارج اور وزیر ہند مسٹر مانٹیگو کو بھیجے۔

وفد اگلے دن انگلستان پہنچا تو قسطنطنیہ کی واپسی پر بحث ہو رہی تھی۔ وہ انگلستان کے تمام ذمہ دار لوگوں سے ملا اور انہیں مسلمانوں کا نقطہ نظر سمجھایا۔ مولانا محمد نے کئی جوشیلی تقریریں کیں اور عام لوگوں کو کافی حد تک متاثر کیا۔ انگلستان کے مشہور مزدور لیڈر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسٹر جارج لینسبری نے ان کا بہت ساتھ دیا۔ اور اکثر جلسے کرانے میں انہیں مدد دی۔

انہی دنوں انگلستان کی مزدور پارٹی کی کانفرنس ہونے والی تھی محمد علی نے اس موقع سے بھی فائدہ اٹھانا چاہا۔ اس لئے انہوں نے تقریر کی اجازت لینے کی کوشش کی۔ لیکن مشکل یہ آن پڑی کہ مزدور پارٹی کے سیکرٹری ریمزے میکڈانلڈ مولانا سے ناراض ہو گئے تھے وہ مولانا کے دوست تھے۔ لیکن خلافت کا وفد سیدھا ان کے پاس نہیں گیا تھا۔ بلکہ دوسرے لوگوں کے پاس چلا گیا تھا۔

پھر بھی جارج لینس بری کی کوشش سے مولانا کو پانچ منٹ تک تقریر کرنے کی اجازت مل گئی۔ پانچ منٹ ختم ہو گئے لیکن تقریر میں ابھی گرمی پیدا ہوئی ہی تھی۔ تقریر جاری رہی۔ جلسے کے صدر نے کئی بار گھنٹی بجا کر اعلان کیا کہ وقت ختم ہو چکا ہے لیکن لوگ چلاتے رہے کہ انہیں اور بولنے دو۔ مولانا نے پورے بیس منٹ تک تقریر جاری رکھی اور انگلستان کے عام لوگوں کو اپنا حامی بنا لیا۔

خلافت کا وفد یورپ میں

انگلستان میں رائے عامہ ہموار کرنے کے بعد خلافت کا وفد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یورپ گیا۔ اس کے ممبر فرانس اور اٹلی گئے۔ اور اپنے مقصد کا پرچار کیا۔ وہ روم میں پوپ سے ملے پوپ نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ترکی نے اپنے ماتحت عیسائیوں سے ہمیشہ رواداری کا سلوک کیا ہے۔ مولانا نے اپنے مقاصد کی اشاعت کے لئے ایک اخبار لندن سے نکالا۔ جس کا نام تھا "مسلمانوں کا نظریہ" اور دوسرا پیرس سے جاری کیا۔ جس کا نام تھا "اسلام کی صدائے بازگشت"۔

مولانا کو علم تھا کہ اٹلی اور فرانس ترکوں پر سخت پابندیاں عائد کرنے کے حق میں نہیں۔ اس لئے وہ فرانس کے اکثر بڑے لیڈروں سے ملے اور انہیں اپنا ہم خیال بنایا۔ فرانس کے بڑے بڑے اخباروں نے آپ کی تائید کی۔ ذیل میں مولانا محمد علی کی وہ تقریر درج کی جاتی ہے۔ جو انہوں نے پیرس میں ایک بہت بڑے جلسے کے سامنے کی اور اپنے مطالبے پوری وضاحت کے ساتھ بیان کئے۔

"خواتین و حضرات! ہم کو سات کروڑ مسلمانوں اور پچیس کروڑ دوسرے مذہبوں کے لوگوں نے جنہیں مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی ہے۔ ہندوستان سے نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ ہم آج آپ کے سامنے ترکوں کے معاملے کو پیش نہیں کرتے ہیں۔ ہم صرف مسلمانوں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہم وطن ہمدردوں کا مسئلہ پیش کرتے ہیں۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے۔ کہ آپ ہمارے لئے صرف ایک چیز چھوڑ دیں اور وہ چیز ایسی ہے جو ہمیں تمام ملکوں اور ذریعوں سے عزیز ہے یعنی ہمارے ضمیر کی آزادی ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ آپ ہمارا روحانی تقدس قائم رکھنے میں ہماری مدد کریں ؛

"جو چیز ہمیں یہاں لائی ہے وہ کسی خاص ملک کا مسئلہ نہیں۔ بلکہ وہ خلافت کی بقا کا سوال ہے۔ خلافت دُنیا میں مسلمانوں کیلئے سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ اسلامی دُنیا ترکی کے سلطان کو امیرالمومنین اور خلیفہ رسول مانتی ہے۔ اس عقیدے کا لازمی جزو یہ ہے کہ خلیفہ کے قبضے میں کافی ملک اور کافی بحری اور بری ذریعے اور کافی آمدنی کے وسیلے ہوں۔ مگر کس لئے ؟ ملک گیری کے لئے نہیں اور نہ ترکی کی حفاظت کے لئے بلکہ صرف ایمان کی حفاظت کے لئے ؛

ہمارا بڑا مطالبہ یہی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا ایک مطالبہ اور ہے اور وہ یہ ہے کہ چند اسلامی ملک ہمارے اعتقاد کے مرکز ہیں ان ملکوں کو ہم "جزیرۃ العرب" کہتے ہیں کیونکہ اس خطے کے تین طرف بحیرہ روم، بحیرہ قلزم، بحرِ ہند اور خلیج فارس ہیں اور چوتھی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دریائے دجلہ اور فرات بہتے ہیں۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرماتے وقت دنیا کے مسلمانوں کو وصیت فرمائی تھی کہ خدا تعالیٰ کی زمین کے اس ایک مقام یعنی عربستان کی اس متبرک پناہ گاہ میں کسی غیر مسلم کا قبضہ نہ ہونے دو۔ تیرہ سو برس سے زیادہ عرصے سے یہ مقامات یعنی عرب، عراق، شام، فلسطین وغیرہ مسلمانوں کے قبضے میں چلے آئے ہیں۔ اور ہم اب بھی ان پر مکمل اسلامی قبضہ چاہتے ہیں۔ اس وجہ سے نہیں کہ ہمیں لائڈ جارج کی طرح عراق اور عرب میں تیل کی تلاش ہے۔ بلکہ پیغمبروں کی ولادت کے مقاموں اور ان کے روضوں کی جاروب کشی کے لئے۔

"اس خطہ یعنی جزیرۃ العرب میں اسلام کے تین بڑے مقدس مقام یعنی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس ہیں۔ بے شک بیت المقدس (یعنی یروشلم) ہم کو اسی قدر عزیز ہے جس قدر عیسائیوں اور یہودیوں کو۔ ہم اسے نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے بھی ایک متبرک امانت سمجھا کئے ہیں۔ ان کے علاوہ عراق میں نجف اشرف، کربلائے معلی، سامرہ، کاظمین شریفین اور بغداد ہماری متبرک زیارت گاہیں ہیں۔ اور اسلامی احکام کے بموجب یہ سب مقام ہمیشہ خلیفہ کی حفاظت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنے چاہئیں ؛

"بس ہمارے یہی تین مطالبے ہیں :

(۱) خلافت کے ٹکڑے نہ کئے جائیں اور خلیفہ کو دین کی حفاظت کے لئے کافی دنیاوی اقتدار حاصل ہو ؛

(۲) عرب میں قطعی اسلامی حکومت ہو اور اس پر کوئی محافظ یا اعلیٰ نگران نہ ہو ؛

(۳) جس طرح خلیفہ آج تک مقدس مقامات کے کلید بردار رہے ہیں۔ اسی طرح وہ اب بھی رہیں ؛

"جرمنی کے ساتھ صلح کئے ہوئے ایک سال گزر گیا ہے۔ اب یورپ کو کسی سے خطرہ باقی نہیں رہا۔ لیکن آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں کو امن اور سکون حاصل نہیں ہے۔ آپ اس فتح کے نشے میں سرشار ہو کر جو ہندوستانی سپاہیوں اور مسلمان سپاہیوں کی مدد سے آپ کو حاصل ہوئی ہے اپنے ساتھیوں سے یہ کہتے ہیں کہ جاؤ۔ صلح میں تم ہمارے شریک نہیں۔ تم لڑے اور تم نے لڑائی جیتی۔ لیکن آج صلح تم نہیں کرو گے۔ اور خصوصاً وہ صلح جو ہم چاہتے ہیں"۔ اس لئے آپ سے یہ عرض کر دینا میرا فرض ہے کہ ہم جن تینتیس کروڑ انسانوں کے نمائندے ہیں۔ وہ اس صلح کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہرگز نہیں مانیں گے ۔

" جو لوگ بند کمروں میں بیٹھ کر دنیا کی قوموں کی قسمتوں کا فیصلہ کر رہے ہیں ۔ وہ بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں ۔ لوگوں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ وہ ایسی صلح کو ہرگز منظور نہ کریں گے جو ان کے ضمیر کے خلاف ہو ۔ جو ان کے ایمان کے بالکل منافی ہو اور جو ان وعدوں سے مختلف ہو جو انگلستان ، فرانس اور دوسرے اتحادی ملکوں کی طرف سے کئے گئے تھے ۔ وہ وعدے یہ تھے :-

(۱) اس جنگ میں مذہبی مسئلے درپیش نہ ہونگے ۔

(۲) مسلمانوں کے مقدس مقامات حملے اور مداخلت سے بری رہینگے

(۳) مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور فرائض کا احترام کیا جائے گا ۔

(۴) اسلامی سلطنت کے ان علاقوں پر ترکی کا اقتدار رہے گا ۔ جن پر ترک قابض ہیں ۔ اور باقی ملکوں کے مال اور جان کی حفاظت کی جائیگی ۔ اور انہیں یہ حق دیا جائیگا کہ وہ اپنے حکمران آپ چنیں ۔

یہ وعدے پورے نہ ہوئے اور ہندوستان میں کوئی حادثہ پیش آیا تو وہ ہندوستان ہی میں ختم نہیں ہو جائے گا ۔ اس لئے آپ اپنے ہی فائدے کے لئے اپنی حکومت پر اثر ڈال کر آنے والی جنگ کو روکیں ۔ جس کے لئے آج یورپ بھی تیار نہیں ۔ مجھے اچھی طرح یاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ایک فرانسیسی (رُوسو) نے لکھا ہے کہ "انسان آزاد پیدا ہوا تھا۔ لیکن وہ ہر جگہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے"۔ مجھے امید ہے کہ ان زنجیروں کو فرانسیسی ہی توڑیں گے"۔

ناکام واپسی

مولانا محمد علی بڑی امیدوں اور آرزوؤں کے ساتھ یورپ وفد لے کر گئے تھے۔ انہیں فرنگستان کی سیر منظور نہ تھی۔ بلکہ مقصود یہ تھا کہ وہاں کے عام لوگوں کے علاوہ وہاں کے سیاسی رہنماؤں، حاکموں، وزیروں، امیروں اور مدبّروں کے سامنے ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات پیش کریں تاکہ انہیں بتا سکیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ اور انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ وہ آٹھ مہینے تک یورپ میں رہے۔ شہر شہر گھومے۔ ان گنت تقریریں کیں۔ بے شمار مقالے لکھے۔ وزیروں اور مدبّروں سے ملے۔ لیکن صلیب کو ہلال کا دوست نہ بنا سکے۔ عیسائیت کو اسلام کا ہمدرد نہ بنا سکے۔ اور ظالموں کو مظلوموں کی امداد پر مائل نہ کر سکے۔ لہٰذا ناکام واپس آئے انہوں نے انگلستان سے واپسی پر بمبئی میں ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو سب سے پہلی تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آپ نے وفد کے لئے جو کام تجویز فرمایا تھا اُسے ہم نے ہر جائز طریقے سے انجام دیا۔ ہندوستان نے سلطنت عثمانیہ کا جو مسئلہ اور پیام اتحادیوں تک پہنچانے کا فرض ہمارے سپرد کیا تھا۔ ہم نے اسے آپ کی خواہش کے مطابق ان تک پہنچا دیا۔ درخواست تحریر میں ہو سکتی تھی۔ لیکن اس طرح ہم یورپ کے عام لوگوں تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ افسوس ہے کہ اس معاملے میں انگریزی اخبار غیر جانب دار نہیں۔ وہ اپنے ملکی معاملات کے متعلق بڑے بڑے مقالے لکھتے ہیں۔ مگر ہندوستان کے حق میں کچھ بھی نہیں کہتے اس طرح انگلستان کے عوام کو خلافت کی تحریک کے بارے میں بالکل تاریکی میں رکھا جاتا ہے۔ میں نہایت افسوس سے اعتراف کرتا ہوں کہ خلافت کے مسئلہ میں اسلامی دنیا پر جو ظلم توڑا گیا ہے اس کے ذمہ دار محض مسٹر لائڈ جارج ہیں۔"

"موجودہ حالت پر گہری نظر ڈال کر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اسلام کی آزادی کے لئے ہندوستان کی آزادی قطعی ضروری ہے ہندوستان کے باشندوں کو دوسری قوموں کی آزادی چھیننے اور انہیں غلام بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اسلئے میں ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر وہ اسلام کو آزادی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلانا چاہتے ہیں تو انہیں اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ مل جانا چاہئے۔ میں ہندوؤں سے بھی یہی کہتا ہوں کہ اگر آپ خود مختاری اور آزادی کے خواہاں ہیں تو اپنے مسلم ہمسایوں کے ساتھ مل کر جدوجہد کریں"۔

لاہور میں مولانا محمد علی نے تفصیل کے ساتھ خلافت کے وفد کی کارگذاریوں پر روشنی ڈالی اور کہا:۔

"ہم نے وزیرِ ہند اور برطانیہ کے بڑے وزیر کے سامنے نہایت ترمی اور سچائی کے ساتھ اپنے مطالبے پیش کئے۔ ساتھ ہی ہم نے انہیں یہ بھی بتا دیا کہ آپ نے خاطر خواہ فیصلہ نہ کیا تو وہ ہندوستان جس کی وجہ سے آپ دنیا میں بہت بڑے بنے بیٹھے ہیں۔ آپ کا وفادار نہیں رہیگا۔ مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جب تک ہمارے مذہبی کاموں میں کسی قسم کا خلل نہ پڑے۔ صرف اسی وقت تک ہم کسی دنیاوی حکومت کا حکم مان سکتے ہیں۔ جب تک کوئی مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان ہے وہ یہی کہے گا۔ کہ ہمارے یہ مطالبات پورے نہ کئے گئے تو ہم اپنی طاقت کے مطابق جہاد کرینگے۔ ورنہ اس ملک سے ہجرت کر جائیں گے"۔

وزیرِ اعظم مسٹر لائڈ جارج نے ہم سے کہا کہ اگر تھریس اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمرنا نہیں دے دیں اور جزیرہ عرب پر اپنی حکم برداری قائم رکھیں تو تم رضامند ہو جاؤ گے؟ لیکن ہمارے وفد کے ایک رکن نے صاف کہہ دیا کہ ساری دنیا کی بادشاہت ہمیں دے دو اور ہماری ارض مقدس کے ایک انچ پر تم حکومت کرنا چاہو تو ہم ہجرت کر دینگے۔ یا جہاد۔ انگریزی اخباروں میں ہمارے خلاف مضمون لکھے گئے اور کہا گیا۔ کہ گورنمنٹ کب تک محمد علی کو آزاد رکھے گی۔ یہ ہر طرف غلط بیانیاں کرتا پھرتا ہے لیکن میں آج اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ ترکوں کے ساتھ جو بے انصافی ہوئی ہے اس میں سب سے زیادہ قصور انگلستان کا ہے۔

ہمارا ارادہ یورپ میں تین چار ماہ سے زیادہ ٹھہرنے کا نہ تھا۔ لیکن ہم نے آٹھ مہینے صرف کر دئے۔ ہم اٹلی گئے فرانس گئے سب جگہ پھرے۔ ہم نے جو سبق سیکھا ہے وہ یہ ہے کہ بھائیو! خواہ خلافت کا معاملہ ہو یا پنجاب کا یا سوراج کا۔ تم کو انگلستان کی کسی جماعت پر بھروسہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ اوپر خدا پر بھروسہ رکھو اور نیچے خود اپنے آپ پر۔

"میں نے انگلستان پہنچ کر لندن میں جو پہلی تقریر کی۔ اس میں امرت سر۔ لاہور اور گوجرانوالہ کے واقعات بیان کئے تو بعض انگریز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی افسوس کرنے لگے۔ ایک مصری مسلمان بھی جلسے میں شریک تھا وہ اُٹھ کر کہنے لگا۔ کہ آج دو رکعت دوگانہ شکر ادا کروں گا کہ ہندوستان پر یہ مصیبت پڑی۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا کہ حضرت یہ کیوں؟ کیا آپ اپنے بھائیوں کی مصیبت پر خدا کا شکر ادا کریں گے؟ مصری مسلمان نے جواب دیا کہ ہم ساٹھ برس سے غلام ہیں۔ ہم ڈیڑھ کروڑ آدمی تو خیر انگریز کی حکومت کو ہلا نہیں سکتے لیکن ہندوستان کے تینتیس کروڑ اللہ کے بندے بھی مٹھی بھر انگریزوں کی غلامی کرتے ہیں۔ جب ہندوستانی فوجیں ہماری آزادی کو پامال کرنے آئیں تو ہم بہت حیران ہوئے کہ جس طرح کھیدے کا ہاتھی دوسرے ہاتھیوں کو گھیر گھیر کر احاطہ میں لا کر قید کراتا ہے۔ اسی طرح ہندوستانی جو خود غلام ہیں۔ یہاں آکر ہمیں غلام بناتے ہیں۔ آج ہندوستان پر انگریزوں کے ظلموں کا بیان سُنا تو معلوم ہُوا کہ اب ہندوستان ضرور آزاد ہو کر رہے گا۔"

جامعہ مِلّیہ اِسلامیہ

ترکوں کے ساتھ جو بے انصافی ہوئی تھی۔ اس کی وجہ سے ہندوستان کے مسلمان انگریزوں کے سخت خلاف تھے۔ خلافت کا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفد ناکام آیا تو وہ اور بھی بگڑ گئے۔ انگریز نے لڑائی کے دنوں میں ہندوؤں کو سیاسی اور تجارتی رعائتیں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن لڑائی ختم ہونے پر انہیں بھی ٹرخایا جانے لگا۔ اس طرح ہندو اور مسلمان دونوں انگریز کے دشمن ہو گئے۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۲۰ء میں کانگرس اور خلافت کانفرنس کے سالانہ اجلاس ناگپور میں ہوئے۔ دونوں جماعتوں نے انگریزوں کے خلاف لڑنے کا ایک ہی پروگرام بنایا اور فیصلہ کیا کہ تین چیزوں یعنی اسمبلیوں، عدالتوں اور تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ کیا جائے۔ اور سرکاری اداروں کے مقابلے میں قومی سکول اور کالج کھولے جائیں۔ اس ارادے سے مولانا محمد علی علی گڑھ پہنچے۔ اور علی گڑھ کالج کے ناظموں سے اپیل کی کہ کالج کا تعلق سرکار سے توڑ دیا جائے۔ اور اسے قوم کے خرچ سے چلایا جائے لیکن یہ تجویز منظور نہ کی گئی۔

اس کے بعد مولانا نے کالج کی یونین کے پلیٹ فارم سے طلبہ کو پکارا۔ اور انہیں اسلام اور قوم کی خدمت کے لئے ابھارا۔ انکے کہنے پر سینکڑوں طالب علموں نے کالج جانا چھوڑ دیا۔ مولانا نے علی گڑھ کالج کے احاطے کے باہر ایک نیا تعلیمی ادارہ قائم کیا جس کا نام "جامعہ ملیہ اسلامیہ" رکھا۔ علی گڑھ کالج کی عمارتیں طالب علموں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خالی ہوگئیں۔ اور وہ جامعہ ملیہ میں داخل ہو گئے ۔

اس طرح جامعہ ملیہ کی بنیاد پڑی۔ چونکہ مولانا کے ذمے سیاسی کام بہت تھے۔ اس لئے وہ کچھ عرصے کے بعد جامعہ سے الگ ہو گئے۔ اور اس کا انتظام اپنے دوست عبدالمجید کے حوالے کر دیا ۔

افغانی ہوّا

ہندو مسلم اتحاد عروج پر تھا۔ محمد علی شوکت علی نے گاندھی جی سے اتحاد کر کے ایک معجزہ کر دکھایا تھا۔ وہ ہندو جو مسلمان کو ملیچھ سمجھتے تھے اور وہ مسلمان جو ہندوؤں کو کافر خیال کرتے تھے اس طرح ملے کہ ایک وحدت بن گئے۔ ان دونوں میں اتحاد ایسا ہوا۔ جس کی مثال تاریخ کے کسی دور میں نہیں ملتی۔ لیکن یہ اتحاد برطانوی حکومت کے لئے سب سے بڑا خطرہ تھا۔ چنانچہ ایک نیا فتنہ کھڑا کیا گیا۔ یہ مشہور کیا گیا کہ محمد علی انگریزوں کو ہندوستان سے نکال کر افغانوں کو ہندوستان کا حاکم بنانا چاہتے ہیں۔ وہ شاہ افغانستان امیر امان اللہ خاں سے خط و کتابت کر رہے ہیں اور شاہ افغانستان ہندوستان پر حملے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ یہ فتنہ معمولی لوگوں نے نہیں اٹھایا تھا۔ اس کے بانیوں میں جہاں ایک طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اینگلو انڈین اخبار پائنیر تھا۔ وہاں بڑے بڑے ہندو لیڈر مثلاً پنڈت مدن موہن مالویہ۔ ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو، راما سوامی رنگا آئر اور اسی قسم کے دوسرے لوگ بھی تھے۔

مولانا محمد علی نے الہ آباد کانفرنس کے موقعہ پر ۱۱ مئی ۱۹۲۱ء کو اپنے صدارتی خطبے میں فتنہ پرور لوگوں کو منہ توڑ جواب دیا اور کہا:-

"ابتدا میں گورنمنٹ ہندوؤں کے ساتھ تھی۔ کہا جاتا تھا کہ ہم تمہیں مسلمانوں سے بچاتے ہیں۔ اس کے بعد مسلمانوں کو دوست بنایا اور کہا کہ ہم تمہیں ہندوؤں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ جب یہ دونوں اس چال کو سمجھ گئے تو حکومت سکھوں سے جا ملی۔ اس کے بعد اب نیپال سے دوستی کی ہے اس نے کبھی پڑھے لکھے لوگوں کی دوستی اختیار نہیں کی۔ ہندو جاہل تھے تو وہ اس کے دوست تھے۔ جب مسلمان جاہل تھے تو وہ اسے عزیز ہوئے۔ گورنمنٹ ہمیشہ دو طریقوں پر اعتماد رکھتی ہے۔ اول تو مادی طاقت کا استعمال ہے اور دوسرا طریقہ تفریق اور دھوکہ بازی کا ہے۔ جو زیادہ عام ہے۔ مگر آج ہندوستان کے سب فرقے گورنمنٹ کی مخالفت پر آمادہ ہیں۔ وفادار سکھ، تالیدار مسلمان اور نیاز مند ہندو سب متحد ہیں۔ کیونکہ سب نے اپنی وفاداری کا نتیجہ بھگت لیا ہے۔

جب سے میں ہندوستان آیا ہوں۔ میں نے افغانستان کے متعلق اپنی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ پائنیر اور لیڈر جیسے اخبار افغانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کا اس قدر شور مچا رہے ہیں۔ افغانی خطرہ مفاد پرست لوگوں کے دماغوں کی ایجاد ہے میں پہلے ہی اعلان کر چکا ہوں کہ اگر افغان اس لئے حملہ کریں کہ ہندوستانیوں کو غلام بنائیں تو ہم ان کا مقابلہ کریں گے۔ اگر وہ ایک ایسی حکومت کے خلاف جہاد کریں جس کا اعتماد لوگوں کے دلوں سے بالکل اُٹھ گیا ہو۔ تو ہم خاموشی سے اس جنگ کو دیکھیں گے۔ اور افغانیوں کے خلاف حکومت کو مدد ہم نہیں پہنچائیں گے۔ مہاتما جی مجھ سے ایک قدم آگے ہیں وہ کہتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ کو ہم کبھی مدد نہ کریں گے۔ خواہ اس پر کوئی دشمن بھی حملہ کرے ؛

"یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو مجھ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ میں ہندوؤں کو مسلمانوں کے قبضے میں لانا چاہتا ہوں اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ میں نے مسلمانوں کو ہندوؤں کے ہاتھ بیچ دیا۔ میرا مذہبی فرض ہے کہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کروں۔ اس لئے میں آپ سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ چند لوگوں کے شبہ کی وجہ سے اپنی آزادی کو نہ گنوائیں ؛

معافی کی افواہ

انگریز حکمران ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتحاد سے بہت زیادہ ڈرے گئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ انہوں نے اپنا پرانا حربہ نئے طریقے سے برتنا شروع کر دیا۔ چونکہ خلافت کی تحریک ایک مذہبی تحریک تھی۔ اسلئے مولانا کے خلاف یہ افواہ پھیلائی گئی کہ انہیں ملکی مفاد کا خیال نہیں۔ دوسرے ہندوستان پر افغانستان کے حملے کی افواہ پھیلائی گئی۔ افغانستان مسلمان ملک تھا۔ اسلئے ہندوستان کے ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے متعلق بہت سے شبہے پیدا ہو گئے تیسرے خود مولانا کی ذات کے متعلق یہ بے بنیاد افواہ پھیلائی گئی۔ کہ انہوں نے معافی مانگ لی ہے ٭

واقعہ دراصل یوں تھا کہ ان کی جوشیلی تقریروں کے متعلق حکومت کا یہ خیال تھا کہ وہ لوگوں کو تشدد پر ابھارتی ہیں۔ اسی زمانے میں پنڈت مالویہ کی کوشش سے مہاتما گاندھی اور ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ریڈنگ کی ملاقات ہوئی تو لارڈ ریڈنگ نے شکایت کی کہ علی برادران کی جوشیلی تقریریں لوگوں کو حکومت کے خلاف بغاوت پر ابھارتی ہیں۔ مہاتما گاندھی نے جواب دیا کہ یہ محض غلط فہمی ہے۔ علی برادران تشدد کے حامی نہیں۔ وہ امن پسند ہیں"۔

مہاتما گاندھی کی فرمائش پر دونوں بھائیوں نے ایک بیان دیا۔ اور بتایا کہ ہم عدم تشدد کے اصول کو مان چکے ہیں۔ ہماری تقریروں سے جو مطلب نکالا گیا ہے وہ غلط ہے۔ اس بیان کو علی برادران کی معافی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نام سے مشہور کر دیا گیا۔

کراچی کا مقدمہ

اس اثنا میں کراچی میں خلافت کانفرنس ہوئی۔ اس کی صدارت مولانا محمد علی نے کی۔ اس میں ایک قرارداد منظور کی گئی کہ مسلمان کے لئے اسلام کے دشمنوں کی امداد اور خدمت حرام ہے۔ اس تجویز کی تائید نہ صرف ہندوستان کے مسلمانوں بلکہ ہندو پنڈتوں نے بھی کی اور کہا کہ ہمارے مذہب کے رُو سے بھی ظالم حکومت کی امداد حرام ہے کانگرس نے بھی اسی مضمون کی قرارداد پاس کی۔

حکومت نے اس قرارداد کو نہایت خطرناک تصور کیا۔ چنانچہ ستمبر ۱۹۲۱ء کے شروع میں مولانا مدراس جا رہے تھے کہ راستے میں ریل پر گرفتار کر لئے گئے۔ ان پر بغاوت کی ترغیب کا "الزام" لگایا گیا اور مقدمے کے لئے کراچی لائے گئے۔ دوسرے "ملزمین" حضرات میں مولانا حسین احمد مولانا شوکت علی، پیر غلام مجدد صاحب وغیرہ تھے۔

مولانا محمد علی نے مجسٹریٹ کے سامنے جو بیان دیئے ان کا ایک ایک لفظ ایمانی جوش سے بھرپور ہے۔ انہوں نے کوئی دو مہینے عام قیدیوں کی طرح حوالات میں گزارے۔ وہ نہایت لاپروائی اور اطمینان سے مقدمے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کارروائی سنتے رہے۔ دو مہینے کے بعد دو سال قید بامشقت کا حکم سنایا گیا تو سب ہنستے ہوئے جیل چلے گئے۔

یہ بات خاص طور سے توجہ کے قابل ہے کہ ان پر جو جرم کی فرد لگی تھی۔ اس میں سوراج اور آزادی وغیرہ کا کہیں نام نہ تھا۔ الزام یہ تھا کہ مسلمان سپاہیوں میں قرآنی احکام کی تبلیغ کی کوشش کیوں کی گئی۔ تاریخ سوا تیرہ سو برس کے بعد اپنا اعادہ کر رہی تھی۔ یہ سب کچھ اسلام کی دعوت اور ایمان کی محبت کے جرم کی سزا تھی۔

مولانا محمد علی کو اگست ۱۹۲۳ء میں رہا کر دیا گیا۔ سارے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ انہوں نے جیل سے باہر آتے ہی ایک بیان دیا اور کہا کہ میں ایک چھوٹے جیل خانے سے نکل کر بڑے جیل خانے میں آگیا ہوں۔ بڑے جیل خانے سے ان کی مراد ہندوستان تھا۔ جو انگریزوں کی غلامی میں تھا۔

قیدی جیل سے چھوٹتے ہی گھر جاتے ہیں۔ لیکن اب محمد علی کا گھر کہاں تھا؟ رام پور وطن تھا۔ وہاں قدم رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ بیمار لڑکی کو لے کر علی گڑھ پہنچے اور جامعہ ملیہ کے احاطے میں ایک بنگلہ لے کر رہنے لگے۔ روزی کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ کہا کرتے تھے کہ قومی مصیبتوں نے ذاتی دکھوں کو اس طرح نگل رکھا ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عصا نے جادوگروں کے سانپوں کو نگل لیا تھا۔

ہندو مسلم فساد

رفتہ رفتہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں باہمی اتحاد ختم ہو گیا۔ ہر ماہ ہندوستان نے کسی نہ کسی گوشے سے ہندو مسلم فساد کی خبریں آنے لگیں۔ ہندو مسلمانوں کو فساد کا ذمہ دار ٹھہراتے تھے اور مسلمان ہندوؤں کو۔ لیکن مولانا محمد علی فرماتے تھے۔ کہ کسی ایک فرقے کو ذمہ دار ٹھہرانا ٹھیک نہیں کیونکہ کچھ ایسی فضا پیدا کر دی گئی ہے کہ اس قسم کے واقعات کا ہونا اٹل ہے۔ ملک کی سیاسی فضا کو درست کرنے کے لئے اتحاد کانفرنس بلائی۔ مگر ناکام رہے۔ اپنے پرچے "کامریڈ" اور "ہمدرد" دوبارہ جاری کئے تاکہ ان کے ذریعے حالات پر قابو پائیں۔ لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی۔

مارچ ۱۹۲۴ء میں گاندھی جی جیل سے چھوٹ کر آئے۔ انہوں نے اپنے اخبار "ینگ انڈیا" میں ایک بیان شائع کیا۔ جس میں ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا۔ لیکن مولانا اس بیان سے پوری طرح مطمئن نہ ہوئے۔ اسی اثنا میں مہاتما گاندھی مولانا محمد علی سے ملنے دہلی آئے اور انہی کے ہاں ٹھہرے۔ ہندو مسلم فساد زوروں پر تھے۔ کوہاٹ میں زبردست ہنگامہ ہوا۔ گاندھی جی نے اس واقعہ سے متاثر ہو کر اکیس دن کا برت

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھ لیا۔ گاندھی جی نے برت رکھا تو مولانا گھر پر موجود نہ تھے۔ واپس آئے تو انہیں اپنے ارادے سے روکا۔ گاندھی جی نہ مانے۔ مولانا ان سے جھگڑ پڑے۔ کیونکہ ان کے مشورے کے بغیر اتنا بڑا اقدام کیا گیا تھا۔ جسے وہ دغابازی کے برابر سمجھتے تھے۔ اگر برت کے دوران میں گاندھی جی چل بستے تو ہندو قوم سارا الزام مسلمان میزبان پر دھرتی۔ اور ملک کی فضا پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو جاتی۔

شرعی جمہوریت

اسی عرصے میں مکّہ کے حکمران، شریف حسین نے مسلمانوں پر بے پناہ ظلم ڈھانے شروع کئے۔ انہوں نے ہزاروں بے گناہ مسلمانوں، حاجیوں اور حجازیوں کو قتل کرا دیا۔ چنانچہ سلطان عبدالعزیز ابن سعود نے حجاز پر چڑھائی کی اور شریف حسین کو شکست دی لیکن سلطان ابن سعود وہابی تھے۔ اس لئے ہندوستان میں ان کی مخالفت زوروں پر تھی۔ چونکہ ابن سعود نے اعلان کیا تھا۔ کہ وہ شخصی حکومت کی بجائے شرعی جمہوریت قائم کرے گا۔ اس لئے مولانا محمد علی اس کی حمایت کرتے تھے نتیجہ ظاہر ہے کہ ہندوستان کے مسلمان انہیں بھی وہابی کہنے لگے۔ اور ان کے خلاف ڈٹ گئے۔ یہاں تک کہ خود پیر اور مرید بھی رنجش پیدا ہو گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن جب یہ خبر آئی کہ ابن سعود نے مقدس مزاروں کو نقصان پہنچایا ہے اور خود حجاز کا بادشاہ بن بیٹھا ہے تو مولانا اس کے زبردست مخالف بن گئے۔

مولانا بڑی سوچ کے بعد اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ حجاز کی اصلاح مقصود ہے تو اس سرزمین کو ہمیشہ کے لئے بادشاہ گردی سے چھڑایا جائے۔ یہ سارے فساد ملکیت اور بادشاہت کے ہیں۔ دنیا کے مسلمانوں کے مشورے سے حجاز میں ایک شرعی حکومت قائم ہو جائے۔ تو روز روز کا جھگڑا مٹے سیاسی قوت بھی جبھی ممکن ہے کہ مسلمان ایک مرکز پر آجائیں لیکن انکی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔

مؤتمر اسلامی

دسمبر ۱۹۲۴ء میں سلطان ابن سعود نے خلافت کانفرنس کو مؤتمر اسلامی میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ اور لکھا کہ میرا مقصد حجاز پر قبضہ یا حکومت کرنا نہیں۔ حجاز کی سرزمین میرے پاس اس وقت تک امانت ہے جب تک حجاز والے خود اپنے میں سے ایک ایسے شخص کو نہ چن لیں جو تمام اسلامی دنیا کی بات مانے اور تمام مسلمان فرقوں کی نگرانی میں رہے۔

خلافت کانفرنس نے جواب دیا کہ ہم مؤتمر میں شریک ہونے کے لئے تیار ہیں۔ اور ہم اسی قرارداد پر قائم ہیں۔ جو اکتوبر ۱۹۲۴ء میں آپ کو بھیجی گئی تھی۔ اس قرارداد میں شرعی جمہوریت کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

لیکن ۱۱ جنوری ۱۹۲۵ء کو خبر آئی کہ سلطان ابن سعود نے حجاز کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ پھر بھی مولانا خلافت کانفرنس کا وفد لے کر حجاز گئے۔ موتمر کی صدارت خود سلطان عبدالعزیز ابن سعود نے کی۔ مولانا نے نہایت بے باکی سے بھرے جلسے میں ان سے کہہ دیا کہ اسلام شخصی حکومت کا دشمن ہے۔ اس نے بادشاہی کو ختم کیا ہے۔ تم اپنے آپ کو رسولؐ کا نائب کہتے ہو۔ لیکن قیصر اور کسریٰ کی پیروی میں بادشاہی قائم کر رہے ہو لیکن موتمر تو سلطان کی ایک چال تھی۔ چنانچہ شرعی جمہوریت کا خواب بھی پورا نہ ہوا۔

تمام جماعتوں کی کانفرنس

ناموافق حالات کے باوجود مولانا کی اب بھی کوشش تھی کہ کسی طرح ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد ہو جائے۔ لیکن ہندوؤں کو مسلمانوں کی پرواہی کب تھی۔ انہیں اپنی اکثریت کا زعم تھا۔ چنانچہ اتحاد کے لئے جتنی بھی کانفرنسیں ہوئیں سب ناکام رہیں۔ مولانا نے ۱۹۲۷ء میں تمام جماعتوں کی ایک متحدہ کانفرنس بلانے کی کوشش کی۔ ابتدائی جلسوں میں ملک کے نمائندے کافی تعداد میں آئے۔ لیکن مسلم لیگ اور مہاسبھا میں وہ شدید جھڑپیں ہوئیں کہ کانفرنس کو ملتوی کرتے ہی بن پڑی۔

اب مسلمان اپنی سیاسی علیحدگی پر نہایت سنجیدگی سے غور کرنے لگے جو خلیج درمیان میں حائل ہو گئی تھی۔ وہ دن بدن وسیع ہوتی گئی۔

دوسری تمام کوششیں ناکام ہو گئیں تو مولانا محمد علی نے ایک تجویز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوچی۔ ان کا خیال تھا کہ پہلے مسلمان آپس میں متحد ہو جائیں اور پھر کانگرس سے سمجھوتہ کر لیں۔ تاکہ قومی آزادی کی تحریک آگے بڑھے چنانچہ انہوں نے دہلی میں مسلمانوں کے نمائندوں کی ایک کانفرنس بلائی۔ جس میں قائدِ اعظم محمد علی جناح بھی شریک ہوئے۔ اکثریت نے مخلوط انتخاب کی تجویز سے اتفاق کیا اور چودہ نکات منظور کئے جو ملک بھر میں جناح کے "چودہ نکات" کے نام سے مشہور ہوئے۔ اس کے بعد سے مسلمانوں کی سیاسی انجمنوں کا پروگرام زیادہ تر انہی چودہ نکات پر مبنی ہو گیا۔ مولانا محمد علی نے یہ چودہ نکات کانگرس سے بھی منظور کرائے۔ اس کے باوجود ملک کی فضا میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوئی۔

سائمن کمیشن

۱۹۲۷ء میں انگلستان کی مزدور حکومت نے سائمن کمیشن مقرر کیا۔ اس کے تمام رکن انگریز تھے۔ اس کمیشن کا مقصد یہ تھا کہ وہ ہندوستان کے سیاسی حالات کی جانچ پڑتال کرے اور ہندوستان کے آئین کیلئے اپنی تجویز پیش کرے۔ کانگرس نے کمیشن کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ مسلم لیگ میں اس مسئلے پر پھوٹ پڑ گئی کہ کمیشن کا بائیکاٹ کیا جائے یا نہ۔ اس سال سر محمد شفیع مسلم لیگ کے صدر تھے اور قائدِ اعظم محمد علی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناح مسلم لیگ کونسل کے صدر تھے۔ دونوں صدر آپس میں متفق نہ ہو سکے سر محمد شفیع نے مسلم لیگ کا اجلاس لاہور میں بلا کر کمیشن سے تعاون کی قرار داد منظور کی اور قائداعظم محمد علی نے کلکتہ میں مسلم لیگ کا اجلاس بلایا وہاں کمیشن کے بائیکاٹ کی تجویز منظور ہوئی اور جناح کے چودہ نکات بھی منظور کئے گئے۔

چنانچہ سائمن کمیشن کے بائیکاٹ پر ایک مرتبہ پھر ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتفاق ہو گیا لیکن یہ اتحاد زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا۔

کانگرس سے علیحدگی

مولانا محمد علی بیمار تھے اور اپنا علاج کرانے یورپ گئے ہوئے تھے ہندوستان کی سیاسی فضا کے رنگ کو دیکھ کر وہ علاج بیچ ہی میں چھوڑ کر واپس آ گئے۔ انہوں نے آتے ہی نہرو رپورٹ کی مخالفت کی۔ یہ رپورٹ شائع ہوئی تو ہندو مسلم ہنگامے اور بھی بڑھ گئے۔ لیکن کانگرس نے مولانا محمد علی کی زبردست مخالفت کی بھی پرواہ نہ کی اور نہرو رپورٹ منظور کر لی۔ اس پر مولانا کانگرس سے اور بھی بد دل ہو گئے۔

وہ کانگرس کی مخالفت پر اس لئے تل گئے کہ اس نے نہرو رپورٹ کو منظور کر کے مکمل آزادی کے اصول کو چھوڑ دیا اور مسلمانوں کے مطالبے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی منظور نہ کئے ؛

مولانا نے اس موقعے پر ایک دردناک بیان شائع کیا۔ اس بیان میں انہوں نے کانگرس سے اپنی مخالفت کے وجوہ پوری تفصیل سے بیان کئے اور کانگرس کا ساتھ چھوڑ دیا ؛

مسلم کانفرنس

کانگرس کو چھوڑنے کے بعد مولانا محمد علی مسلمانوں کی تمام جماعتوں کی کانفرنس میں شریک ہوئے۔ یہ کانفرنس سر آغا خاں کی صدارت میں دہلی میں منعقد ہوئی۔ قوم پرست مسلمانوں نے اس میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔ سر محمد شفیع اس کانفرنس کے روح رواں تھے۔ مولانا اور سر محمد شفیع ایکدوسرے کے سیاسی مخالف تھے لیکن مسلمانوں کے مفاد نے ان میں سمجھوتہ کرا دیا۔ سر محمد شفیع نے مسلمانوں کے مطالبات واضح کئے اور اعلان کیا کہ انہیں منظور نہ کیا گیا تو مسلمان کسی آئین کو قبول نہ کریں گے ؛

مولانا محمد علی نے اس قرار داد کی حمایت کی اور فرمایا کہ میں انگریزی حکومت سے بیزار ہوں۔ میں دوسروں کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ میرے ہم خیال ہو جائیں میں انگریزی حکومت سے اس قدر بیزار ہوں کہ مجھے انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہندوؤں کی غلامی قبول کرنی پڑے تو میں اسے قبول کرونگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں نے ابھی تک صلح کا دروازہ بند نہیں کیا۔ میں صلح کو پسند کرتا ہوں۔ اور امن و اتحاد کا حامی ہوں۔ ان کا اشارہ ہندوؤں کی طرف تھا۔

آخری سفر

برطانوی حکومت نے ہندو اور مسلم رہنماؤں کی ایک گول میز کانفرنس لندن میں بلائی۔ تاکہ دونو فریق آپس میں کسی سمجھوتے پر پہنچ جائیں تو انہیں کچھ سیاسی اختیار دے دئے جائیں۔ مولانا محمد علی عرصے سے بیمار تھے لیکن وہ اس کانفرنس کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ وہ لمبے عرصے کی بیماری اور کمزوری کے باوجود انگلستان گئے۔ انہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے نمائندوں میں سمجھوتہ کرانے کی بہت کوشش کی۔ لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے باوجود انہوں نے ایک ایسی تجویز تیار کی تھی۔ جسے دونو فریق قبول کر لیتے لیکن عمر نے وفا نہ کی۔ مولانا محمد علی نے گول میز کانفرنس کے سامنے جو تقریر کی وہ ہندوستان کی تاریخ میں سنہری حرفوں میں لکھے جانے کے قابل ہے انہوں نے کہا کہ:۔

"میں آپ سے نوآبادیات کا درجہ لینے نہیں آیا ہوں۔ میں مکمل آزادی کے عقیدے کا پابند ہوں۔ آج جس مقصد کے لئے یہاں آیا ہوں وہ یہی ہے۔ کہ میں اپنے ملک کو واپس جاؤں تو آزادی کا پروانہ میرے ہاتھ میں ہو۔ میں غلام ملک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لوٹ کر نہ جاؤں گا۔ مجھے ایک غیر ملک میں جسے آزادی کا شرف حاصل ہے غربت کی موت منظور ہے۔ اگر آپ مجھے ہندوستان کی آزادی نہیں دینگے۔ تو پھر آپ کو مجھے یہاں قبر کے لئے جگہ دینی پڑے گی۔"

ڈاکٹروں کے مشورے کے باوجود مولانا محمد علی نے آرام نہ کیا عرصے سے بیمار تھے۔ تکان اور کمزوری بیحد بڑھ گئی چنانچہ باون سال کی عمر میں یہ "ٹوٹی ہوئی کشتی کا ملاح" دفعتہً ہمیشہ کی نیند سو گیا۔ اور غلام ملک میں واپس نہ آیا۔

چند غزلیں اور چند شعر

مولانا محمد علی کا بچپن رام پور میں گذرا۔ ان دنوں وہاں گھر گھر شعر و شاعری کا چرچا تھا۔ چنانچہ وہ بھی بچپن ہی سے شعر کہنے لگے تھے اور جوہر تخلص کرتے تھے۔ ان کی شاعری کا جوہر علی گڑھ میں خوب چمکا۔ وہ کئی انعامی مشاعروں میں شریک ہوئے۔ اور نئی طرز کے مشاعرے کی بنیاد رکھی۔ یہ مشاعرہ ہر مہینے کی چودھویں کو کھلے میدان میں ہوتا تھا۔ اور شمع پیش نہ کی جاتی تھی۔

مولانا محمد علی کا تمام تر وقت سیاسی کاموں میں گذر جاتا تھا۔ اس لئے وہ شاعری کی طرف متوجہ نہ ہو سکتے تھے۔ البتہ وہ نظر بندی کے زمانے میں سیاسی دھندوں سے آزاد ہوتے تھے۔ اور اپنے جذبوں کو شعروں میں ڈھالا کرتے تھے۔ ان کی چند آسان غزلیں اور چند مشہور شعر نیچے لکھے جاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزلیں

(۱)

طاقتِ پرواز ہی جب کھو چکے
پھر ہوا کیا، گر ہوئے بھی پر کھلے

رُونمائی کے لئے لایا ہوں جاں
اب تو شاید چہرۂ انور کھلے

یہ نظر بندی تو نکلی ردِّ سحر
دیدہائے ہوش اب جا کر کھلے

اب کہیں ٹوٹا ہے باطل کا طلسم
حق کے عقدے اب کہیں ہم پر کھلے

فیض سے تیرے ہی اے قیدِ فرنگ
بال و پر نکلے قفس کے در کھلے

جیتے جی تو کچھ نہ دکھلایا مگر
مر کے جوہر آپ کے جوہر کھلے

(۲)

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لئے ہے
پر غیب سے سامانِ بقا میرے لئے ہے

پیغام ملا تھا جو حسینؓ ابن علی کو
خوش ہوں وہی پیغام قضا میرے لئے ہے

میں کھو کے تری راہ میں سب دولتِ دنیا
سمجھا کہ کچھ اس سے بھی سوا میرے لئے ہے

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

سُرخی ہیں نہیں دستِ حنا بستہ بھی کچھ کم
پر شوخیٔ خونِ شہدا میرے لئے ہے

کیوں ایسے نبیؐ پر نہ فدا ہوں کہ جو فرمائے
اچھے تو سبھی کے ہیں برا میرے لئے ہے

ہے ظلم بہت عام نرا پھر بھی تنگر
مخصوص یہ اندازِ جفا میرے لئے ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)

الٰہی شکر ترا، پھر مہ صیام آیا — مہ صیام نہیں، عید کا پیام آیا
ہزار ماہ سے بہتر ہے ایک رات اسکی — اسی مہینے میں اللہ کا کلام آیا
جب اپنی پوری جوانی پہ آگئی دُنیا — تو زندگی کے لئے آخری نظام آیا
میں اس پہ بھیجوں درود و سلام کس منہ سے — کہ جس کے نام خود اللہ کا سلام آیا
ہے زندگی تو اسی کی جو مرمٹا دیں پر — وہی ہے کام کا اسلام کے جو کام آیا

(۴)

گلہ اے دل ابھی سے کرتا ہے — عشق کا دم اسی پہ بھرتا ہے
ہے مسلماں کی بس یہی پہچان — کہ فقط اک خدا سے ڈرتا ہے
قولِ مومن ہے اس کے فعل کی شرح — وہ جو کہتا ہے کر گزرتا ہے
میرے رنگِ کفن کی شوخی دیکھ — یوں ہی عاشق ترا سنورتا ہے
آج کر لو جو کر سکو، کل تک — کون جیتا ہے۔ کون مرتا ہے
اس قدر احتیاط اے صیّاد — کہ قفس میں بھی پر کترتا ہے
وہی دن ہے ہماری عید کا دن — جو تری یاد میں گزرتا ہے

مئے اسلام کا بھلا جوہر
نشہ چڑھ کر کہیں اترتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵)

نہ اُڑ جائیں کہیں قیدی قفس کے — ذرا پر باندھنا صیاد! کس کے
ملی ہے قید، آزادی کی خاطر — نہ پڑ جائیں کہیں دونوں کے جھٹکے
ملے اب دیکھئے کب جامِ کوثر — یہاں تو رہ گئے تشنہ ترس کے
گیا اتنے میں اک تارِ قفس ٹوٹ — تھے جو ہر منتظر اک ہم نفس کے

شعر

(۱)

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے — اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

(۲)

ربِّ عزت کیلئے بھی کوئی رہنے دو خطاب — تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی

(۳)

یوں بچ سکو مواخذۂ حشر سے تو ہاں — مارو دیارِ غیر میں ہم کو وطن سے دور

(۴)

اللہ کے بانکوں کا بھی ہے رنگ نرالا — اس سادگی پہ شوخیِ خونِ شہدا دیکھ

(۵)

ہوں لائقِ تعزیر یہ الزام ہے جھوٹا — ملزم تو ہوں بیشک پہ خطا اور ہی کچھ ہے

(۶)

اس باغ میں خزاں کا نہ ہوگا گزر کبھی — کیا رنگ دیکھئے ابھی دکھلائے کربلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸)

تیرے کرم نے اور بھی گستاخ کر دیا — اک عرض اور ہے ابھی اس کمترین کی

(۹)

میرے لہو سے خاکِ وطن لالہ زار دیکھ — اسلام کے چمن کی خزاں میں بہار دیکھ

(۱۰)

قید ہے قیدِ غلامی، دو برس کی قید کیا — دیکھو کب ہو خاتمہ اس قیدِ بے میعاد کا

(۱۱)

تم کو روزِ جزا کا کیا ڈر ہے — داورِ حشر کو بُلا لینا

(۱۲)

ہے خواب میں بھی حسنِ پیمبر مجھے حجاب — جوہر کو آرزو ہی رہی تیری دید کی

(۱۳)

کہہ دو رضواں سے نہیں سایۂ طوبیٰ درکار — اپنی جنت ہے بس چھاؤں میں تلواروں کی

(۱۴)

بے خوف غیر دل کی اگر ترجماں نہ ہو — بہتر ہے اس سے یہ کہ سرے سے زباں نہ ہو

(۱۵)

حشر تک چھوڑ گئے ایک درخشندہ مثال — حق پرستوں کو نہ بھولیگا یہ احسانِ حسینؑ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدائے خاتون

مولانا محمد علی بیجا پور (دکن) کے جیل میں تھے کہ کسی گم نام شاعر نے "بی اماں" کی طرف سے مولانا کو خطاب کر کے ایک نظم لکھی جس کا عنوان تھا "صدائے خاتون" اس نظم کا یہ مصرعہ کہ "جان بیٹا خلافت پہ دیدو" بالکل اسی طرح مقبول ہوا جیسطرح "لے کے رہیں گے پاکستان" کا نعرہ۔ شہر شہر، گاؤں گاؤں، گلی گلی، بچے بچے کی زبان پر یہی ترانہ تھا کہ "جان بیٹا خلافت پہ دیدو" خدا جانے "صدائے خاتون" کتنی [illegible] میں روزنہ چھپتی اور بکتی۔ لڑکے چوراہوں پر دردناک آواز سے گا گا کر پڑھتے سینکڑوں راہگیر جمع ہو جاتے۔ پولیس کی لاری آتی اور لڑکوں کو پکڑ کر جیل خانے پہنچا دیتی۔ ہر روز سہ پہر سے رات گئے تک یہی تماشہ لگا رہتا تھا اور جیل جانا ایک ہنسی کھیل ہو گیا تھا۔ نیچے اس نظم کے چار بند درج کئے جاتے ہیں:-

بولیں اماں محمد علی کی — جان بیٹا خلافت پہ دے دو
ساتھ تیرے ہے شوکت علی بھی — جان بیٹا خلافت پہ دے دو

بوڑھی اماں کا کچھ غم نہ کرنا — کلمہ پڑھ کر خلافت پہ [illegible]
پورے اس امتحاں میں اترنا — جان بیٹا خلافت پہ دے دو

ہوتے میرے اگر سات بیٹے — کرتی سب کو خلافت پہ صدقے
میں بھی [illegible] — جان بیٹا خلافت پہ دے دو

حشر میں حشر برپا کروں گی — پیش حق تم کو لے کر چلوں [illegible]
اپنی حکومت پہ دعویٰ کروں گی — جان بیٹا خلافت پہ دے [illegible]

www.Kitabo[illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ